# اورنگ زیب عالمگیر کی اصلاح میں خواجہ معصوم مجددی سرہندیؒ کا کردار

محمد فراہیم ☆

مطلق العنان سلطنتوں میں بادشاہ کی ذات ہی تمام اختیارات کا سرچشمہ ہوتی ہے اگر بادشاہ کی شخصیت عقل ودانائی، تقویٰ وپرہیزگاری، عدل وانصاف اور جرأت وشجاعت جیسے اوصاف سے مزین ہو تو فرمانروائی کا پورا نظام بندگان خدا کی خدمت اور ان کی بھلائی اور خیر کے کاموں میں مصروف ہوجاتا ہے اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو حکومت وسلطنت کا اقتدار ظلم وستم، فتنہ وفساد اور ضلالت وگمراہی کے پھیلانے کا سبب بن جاتا ہے، اسی لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بادشاہ وقت کی اصلاح پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے فرمایا:

"سلطان کالروح است وسائر انسان کالجسد ، اگر روح صالح است بدن صالح است ، اگر روح فاسد است بدن فاسد "[1]

ترجمہ: [سلطان روح کی مانند ہے اور رعایا جسم کی مانند، اگر روح صالح ہوتی ہے تو جسم بھی صالح رہتا ہے اگر روح فاسد ہوجاتی ہے تو بدن میں بھی فساد پڑ جاتا ہے۔]

خواجہ محمد معصومؒ نے مذکورہ بالا فرمان مجددی کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اور داراشکوہ کے زیر سایہ پروان چڑھنے والی آزاد خیال اور بے دینی تحریکوں کے اثرات کو معاشرہ سے زائل کرنے کے لیے حق کے طالب شہزادہ عالمگیر سے اپنا تعلق قوی کیا اور اس کی تربیت میں بھرپور حصہ لیا۔

## سلطان اورنگ زیب عالمگیرؒ:

آپ شاہ جہاں بادشاہ کے تیسرے فرزند تھے آپ کی ولادت ١۵/ذیقعدہ ١٠٢٧ھ بمطابق ٢٤/اکتوبر ١٦١٨ء کو احمد

☆ ڈاکٹر محمد فراہیم، لیکچرار سراج الدولہ گورنمنٹ کالج، ایف۔سی۔ایریا، کراچی۔

## حواشی وحوالہ جات:


۱ محمد عمارہ، ڈاکٹر، امام محمد عبدہ مجد الدنیا بتجدید الدین، دارالشروق قاہرہ، ۱۹۸۸، ص۲۵۹

۲ ایضاً، ص۲۵۹

۳ رضا رشید، سید، مجلہ، المنار، مطبعہ المنار مصر ۱۹۲۸ء جلد۳، ص۷۸۵

۴ محمد عمارہ، ڈاکٹر، الاعمال الکاملہ لامام محمد عبدہ، دارالشروق، بیروت، ۱۹۹۳ء، ص۲۷۰، ۲۷۱

۵ محی الدین عبدالحمید، شرح مقامات ھمدانی، مکتب محمد علی صبیح واولادہ، مصر، ۱۹۶۲ء، مقدمہ ص ا۔۸

۶ الاعمال لکاملہ لامام محمد عبدہ، جلد۲، ص۴۲۶

۷ بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الجامع الصحیح بخاری، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ۱۹۵۶ء جلد۷، ص۱۶۷

۸ الاعمال الکاملہ لامام محمد عبدہ، جلد۲، ص۲۰۴

۹ ایضاً، ص۲۰۵

۱۰ امام محمد عبدہ مجد الدنیا بتجدید الدین، ص۲۷۳

۱۱ بخاری، جلد۷، ص۱۶۷

۱۲ احمد، امام، مسند، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۲۰۰۱، جلد۳، ص۲۵۹

آباد اور مالوہ کی سرحد پر واقع دوحد کے مقام پر ہوئی اور تاریخ ولادت ''آفتاب عالمتاب'' نکالی گئی تھی، آپ نے میر محمد ہاشم گیلانی، ملا موہن بہاری، علامی سعد اللہ ''وزیر اعظم'' مولانا سید محمد قنوجی، شیخ احمد معروف بہ ملا جیون امیٹھوی اور دانش مند خان جیسے اساتذہ سے تعلیم و تربیت حاصل کی، آپ نے مروجہ علوم و فنون میں کامل دسترس حاصل کرنے کے علاوہ عربی، فارسی، ترکی اور ہندی زبانوں میں عبور اور عربی و فارسی خط (نسخ و نستعلیق) میں کمال حاصل کیا، اسی کے ساتھ فنون حربیہ، ملکی آئین، طریق جہانبانی و دستور فرمانروائی میں ایسی صلاحیت حاصل کی کہ کہنہ مشق حکام وافسران بھی حیران رہ گئے، جب ۳ رذی الحجہ ۱۰۴۵ھ کو اٹھارہ سال دس روز کی عمر میں سب سے زیادہ پرآشوب صوبوں (دکن) کی کامیاب صوبہ داری سرانجام دی ۲؎ دکن کی صوبہ داری سے پہلے ۱۰۴۴ھ میں آپ خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوکر نقشبندی سلسلے میں بیعت ہوئے اور یکے بعد دیگر اپنی دونوں بہنوں روشن آراء اور گوہر آراء کو بھی خواجہ صاحب کی ارادت میں داخل کروایا۔۳؎

صاحب مقامات معصومی اپنے والد گرامی شیخ محمد فضل اللہ قدس سرہ کے حوالے سے اورنگ زیب عالمگیر کی بیعت وارادات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

''اخذ بعضی از اعمال غریبه واذن خواندن بعضی از اسماء الٰهی از دروشان معتد الحال حاصل نموده ام، اما شغل باطن وحرف ارادت از دیگری اصلاً درمیان نیامده هر که بآں زبان کشاید کذاب ومفتری است اگر حکم شود در آنات ضروریه عمل بآں نموده آید والا فلا فرمودند۔

سیر ایں حضرات از اسم به مسمیٰ رفته است وپیش طاق مرتفع گشته توجه وجیه ایشاں دافع آفات صوری ومعنوی است وتصرف شریف شان کافی مهمات ظاهری وباطنی مع ذالك چوں مقدمات سلطنت درپیش درآید چه درایام ارادت خلد مکان بادشاه زاده بودند اگر دروقت ضرورت به خوانند مضائقه نه دارد وازاین جانب هم اذن است اما قبله توجه رامنتشر نه سازند که خطر بی ظفر است والا ظفر بی خطرله الحمد که انتشار توجه به گردآں خلیفه نه گردیده وظفر بی خطر باطول عمر نصیب وقت گشته''۴؎

ترجمہ: [(عالمگیر بادشاہ نے) ان میں سے بعض اعمال غریبہ اور بعض اسماء الٰہی کے ورد کی اجازت اس نے بعض درویشوں سے ضرور لی تھی، لیکن شغل باطنی اور ارادت (بیعت) کسی دوسرے سے تھی بالکل زیر بحث نہیں آیا جو کوئی اس موضوع پر زبان کھولے وہ جھوٹا اور مفتری ہے، ان حضرات کی سیر اسم با مسمیٰ ہوتی ہے وہ طاق کے پیش نظر بلند رہتی ہے، ان کی توجہ شریف صوری ومعنوی آفات کے لیے دافع ہوتی ہے، ان کے تصرفات شریف ظاہری وباطنی مہمات کے لیے کافی ہوتے ہیں اسی طرح جب سلطنت کے معاملات درپیش ہوں، کیونکہ ارادت

(بیعت) کے دنوں میں خلد مکاں (عالمگیر) شہزادہ تھا اگر (یہ اوراد) بوقت ضرورت پڑھ لئے جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے بھی) اسے اپنی طرف سے اجازت دی تھی، لیکن (یہ بھی فرمایا) قبلہ توجہ کو کسی صورت میں بھی منتشر نہ ہونے دیں کیونکہ یہ خطر بے ظفر ہے ورنہ ظفر ہی بے خطر ہو کر رہ جاتا ہے ،پس ساری تعریف اللہ کے لیے ہے لیکن اس خلیفہ (عالمگیر) کی توجہ میں انتشار کا نام نہیں تھا اور بے خطر کامیابی کے ساتھ اسے طویل عمر نصیب ہوئی تھی۔]

حضرت خواجہ سیف الدینؒ نے اپنے مکتوب (۱۲۳/۸۳) میں عالمگیر بادشاہ کی بیعت کا تذکرہ واضح الفاظ میں کیا ہے:

**"مختفی نه ماند که بادشاه (عالمگیر) به دخول طریقه علیه مشرف گشته بسیار متاثر گشت سه صحبت باحضرت ایشان (خواجه محمد معصومؒ) داشت"**

اورنگ زیب عالمگیر جب ۱۰۴۵ھ میں دکن کے چاروں صوبوں کا صوبہ دار مقرر ہوا اور اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناء پر چند ہی سالوں میں یہاں کی بدحالی کو خوشحالی میں تبدیل کر دیا، ۱۰۵۳ھ میں شاہی عدم توجہ کی وجہ سے دکن کے منصب سے استعفیٰ دیا، ۱۰۵۴ھ میں ہمشیرہ نواب قدسیہ بیگم کے کہنے پر اپنے سابقہ منصب وجاگیر کو قبول کر کے مزید عنایت شاہی سے سرفراز ہوا اور احمد آباد کا صوبہ دار مقرر ہوا ۱۰۵۶ھ کو بادشاہ کے فرمان پر حاضر ہوا تو بلخ وبدخشاں کی حکومت پر مامور ہوا، اوزبکوں اور المانیوں سے مختلف محاذوں پر چھوٹی بڑی لڑائیاں ہوئیں لیکن بلخ کے مقام پر عبدالعزیز خان اور اس کے ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد ازبک اور المانی سپاہیوں سے جو معرکہ عظیم ہوا، وہ شاہان سلف کے معرکوں میں کوئی ایسا معرکہ نہ ہوگا جو اتنے طویل عرصہ تک جاری رہا کہ سترہ اٹھارہ دن تک کسی انسان وحیوان کو ستانے کا بھی موقع نہ ملا، یہاں تک کہ طعام بھی ہاتھی کی پشت پر تیار کیا جاتا تھا، شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر، امیر الامراء علی مردان خان اور بعض جانثار امیروں کی رفاقت میں پینتیس ہزار افواج کے ساتھ جس مہارت اور بردباری سے لڑا کہ ازبک سردار، شہزادہ کی شجاعت، بہادری، دشمنوں کے غلبہ وہجوم میں حوصلہ مندی اور ثابت قدمی دیکھ کر کہا کرتے تھے اگر ہمارے لشکر کو ایسا سردار مل جاتا تو ہم روم اور شام تک امیر تیمور کی طرح سارے ملکوں کو از سر نو فتح کر لیتے۔[۵] حتیٰ کہ ۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۰۵۷ھ کو والی بخارا عبدالعزیز نے صلح کی پیش کش کی جس کو عالمگیر نے منظور کیا، صلح کا محرک دیگر عوامل کے ساتھ عالمگیر کا مذہبی استقلال بھی تھا کہ میدان کارزار میں نماز ظہر کا وقت ہوجانے پر باجماعت نماز سکون واطمینان سے ادا کرتا ہے، جس کا ذکر مآثر عالمگیری ص ۵۳۱ مق ص ۱۲۸ پر اس طرح سے ہے۔

**"درزمان ورود موکب معلی که عبد العزیز خان مقابله آراء صف کارزار گردید افواج فراواں ازموروملخ پیرا مون لشکر فیروزی اثر حلقه زده بجنگ پیوست درعین گرمی هنگامه پیکار وقت نماز ظهر در رسید، وآں حضرت باوجود التماس امتناع بندهاء ظاهر بیں از مرکوب خاص فرود آمده، صف آرائی جماعت شده فرض وسنت ونوافل رابتعدیل ارکان وکمال حضور واطمینان اداکردند۔عبد العزیز خان بمجرد استماع این**

**خبر شجاعت اثر از خیران استقلال موید من عنداللہ شدہ طرح صلح نمود وبرزبان گزاردند کہ باچتیں درافتادن درافتادست" ۶**

۱۰۵۷ھ کوصوبہ ملتان کی جاگیر عطا ہوئی، ۱۰۵۸ھ کو قندہار کی مہم پر روانہ کیا گیا، ۱۰۵۹ھ کو ٹھٹھہ اور ملتان کی صوبہ داری پر نامزد ہوا۔ ۱۰۶۰ھ میں عالمگیر کو مالوہ کا صوبہ دار بنایا گیا۔ ۱۰۶۱ھ میں دوبارہ قندھار کی مہم پر گیا اور واپسی پر دکن کے چار صوبوں کا بااختیار صوبہ دار بنا کر رخصت کردیا۔ ۱۰۶۶ھ کو گولکنڈہ پر حملہ کیا تو قطب شاہ گولکنڈہ کے قلعہ میں محصور ہوا اور جب قلعہ کا محاصرہ سخت ہوا تو اطاعت پر مجبور ہوا اور خراج کے علاوہ اپنی لڑکی کا عقد اورنگ زیب کے بیٹے سلطان محمد کے ساتھ کیا، جبکہ قطب شاہ کے لیے جو شاہی فرمان آیا تھا اس کی خطائیں معاف کردی جائیں جو شدید جنگ کی وجہ سے پوشیدہ رکھا گیا، ۱۰۶۷ء کو بیجاپور کی مہم کا حکم ملا، کلیانی قلعہ اور بیجاپور کے ماتحت قلعوں کو تسخیر کرتے ہوئے بیجاپور کا محاصرہ کیا اور کئی روز کی شدید جھڑپوں کے بعد بیجاپور والوں کی مزاحمت ختم ہوئی اور اطاعت وامان اور ایک کروڑ خراج پر صلح کا پیغام دیا، اس صلح کو اورنگ زیب عالمگیر نے مجبوراً قبول کیا جس کی وجہ شاہجہاں بادشاہ کی شدید بیماری اور صاحب اختیار، ولی عہد شہزادہ داراشکوہ کا سلطنت کا سارا نظم ونسق سنبھالنا تھا۔ ۷

اورنگ زیب عالمگیر نے ان تمام تر عہدوں اور مہمات کے باوجود اپنے شیخ خواجہ محمد معصومؒ اور مجددی خاندان کے دیگر بزرگوں سے دعا، توجہ اور اصلاح کے حوالہ سے مستقل رابطہ رکھا، اپنی ایک مہم پر سے حضرت خواجہ صاحبؒ کو دعا وتوجہ کی درخواست کا عریضہ لکھا ۸ آپ نے جواب میں اورنگ زیب کو شہزادہ دین پناہ کہہ کر مخاطب کیا اور فضائل جہادِ اصغر وشرح معارف جہاد اکبر بیان کرتے ہوئے لکھا کہ:

**افسوس کہ این دور از کار ازین قسم نعمت خوشگوار بحسب ظاهر محروم است وجهة بعضے عوائق و موانع ازین جهاد فی سبیل اللّٰه مهجور۔ یا لیتنی کنت معهم فا فوز فوزا عظیما۔ لیکن ازروے باطن با خود دانند و ازراه دعا و توجه که وظیفه فقرا است ممد و معاون تصور فرمایند اگر فقرائے اهل عزلت سا لها ریاضت کنند و اربعینات کشند بگرد این عمل نرسند۔ ۹**

ترجمہ: [افسوس کہ یہ ناکارہ اس قسم کی خوشگوار نعمت سے باعتبار ظاہر محروم ہے اور بعض مشکلات اور رکاوٹوں کی وجہ سے اس جہاد فی سبیل اللہ کا تارک ہے (کاش کہ ان کے ساتھ ہوتا تو میں بھی عظیم کامیابی حاصل کرتا) لیکن باطن کی رو سے اپنے ساتھ ہی جانیں اور دعا وتوجہ کی راہ سے جو فقرا کا معمول ہے ممد ومعاون تصور فرمائیں، اگر گوشہ نشین فقرا سالہا سال تک ریاضت کریں اور چلے کھینچیں تو بھی اس عمل کی گرد کو نہ پہنچیں۔] ۱۰

اورنگ زیب عالمگیر کی خواجہ محمد معصومؒ کے بڑے بھائی خواجہ محمد سعید سے بھی خط وکتابت رہی، خواجہ محمد سعیدؒ نے اپنے مکتوبات میں آپ کو شہزادہ دیندار، ناصر الملۃ البیضاء ومروج الشریعۃ الغراء موید الدین القیم، مشید احکام الصراط المستقیم، جیسے القاب سے نوازا، وہاں اس بات کا احساس بھی دلایا کہ ان ایام میں اسلام کی غربت انتہاء کو پہنچ گئی ہے، ظلمات، محدثات اور

بدعات کا ہر طرف دور دورہ ہے اور ان کا خاتمہ آپ کی ذات سے وابستہ ہے، اس کے علاوہ مرید اور مریدی کا مفہوم بیان کیا، رافضیوں کے عقائد کو واضح کیا، محاصرہ گولکنڈہ جہاد قرار دیا اور اپنے بیٹے خواجہ محمد لطف اللہ اور بھانجے خواجہ محی الدین کو شہزادہ کی تربیت باطنی کے لیے روانہ کیا اورنگزیب عالمگیر نے ان دونوں کو ''محرم بارگاہ سلطنت اور'' محرم سدہ علیا'' کے مقام سے سرفراز کیا۔ اسی طرح ایک مشترکہ مکتوب میں خواجہ محمد سعید خواجہ محمد معصوم اور خواجہ محمد یحییٰ نے شہزادہ اورنگ زیب عالمگیر کو اپنے سفر حج کے ارادے کی خبر دی اور حرمین الشریفین پہنچ کر ہندوستان میں نفاذ اسلام اور بدعات کے خاتمے کے لیے خصوصی دعا کرنے کا بھی اظہار کیا۔[۱۱]

۲۲ تا ۲۹/ ماہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کی کسی تاریخ میں خواجہ محمد معصومؒ اپنے رفقاء کے ساتھ حرمین شریفین روانہ ہوئے۔[۱۲] اورنگ زیب نے نربدہ کے مقام پر خواجہ صاحبؒ سے ملاقات کی اور خصوصی دعا و توجہ کا طالب ہوا، صاحب مقامات معصومی لکھتے ہیں:

**بشارت سلطنت هندوستان راحضرت ایشانؒ به عالمگیر مرحمت فرموده بلکه برای اطمینان خاطر ایشان بدستخط انور نوشته حواله ایشان نمودمتوجه سفر حجاز شدندرهمیں مقدمه گوهر آرائی بیگم پیش حضرت والده ماجده می گفت که براور ماحضرت عالمگیر بادشاه است هندرا عجب ارزاں خریده اند که به وازده هزارروپیه خریده اند چه دراں سفر نیازحضرات مبلغ دوازده هزار روپیه فرموده بودند۔[۱۳]**

ترجمہ: ''حضرت خواجہ'' محمد معصومؒ'' نے سلطنت کی بشارت عالمگیر کو مرحمت فرمائی بلکہ اس کی تسلی کے لیے آپ نے اپنے دستخط کے ساتھ لکھ کر اس کے حوالے کر دی اور خود سفر حجاز کے لیے روانہ ہو گئے، تو شہزادی گوہر آرا بیگم نے اپنی والدہ ماجدہ سے کہا کہ میرا بھائی عالمگیر بادشاہ ہے اس نے ہندوستان بہت ہی کم قیمت پر خریدہ ہے صرف بارہ ہزار روپے میں، کیونکہ اس نے سفر (حج) کے لیے بارہ ہزار روپے بطور نیاز حضرات (مجددیہ) کی خدمت میں بھیجے۔''

صاحب روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں: اورنگ زیب عالمگیر نے دریائے نربدہ عبور کر کے خواجہ محمد معصومؒ سے ملاقات کی، خواجہ محمد معصومؒ نے از راہ لطف و کرم اپنے دست مبارک سے تاج سلطنت ان کے سر پر رکھا اور اپنی خاص ٹوپی عنایت فرمائی اور اپنی خصوصی دعاؤں سے سرفراز کیا، پھر اورنگ زیب کی درخواست پر حصول برکت کے لیے مخدوم زادگان شیخ محمد اشرف بن حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور شیخ سعد الدین بن خواجہ محمد سعیدؒ کو شہزادہ کی رفاقت میں چھوڑ دیا خواجہ محمد معصومؒ کی رفاقت میں تقریباً سات ہزار کا قافلہ ''اس میں تین ہزار علماء و مشائخ بھی شامل تھے'' پندرہ جہازوں میں سوار ہو کر بندرگاہ سورت سے حج پر روانہ ہوئے، خواجہ محمد معصومؒ نے پانچ جہازوں کا اور اورنگ زیب عالمگیر نے دس جہازوں کا انتظام کیا تھا۔[۱۴]

۴/ ربیع الاول ۱۰۶۸ھ کو تخت نشینی کے حصول کے لیے شہزادہ داراشکوہ نے ایک بھاری فوج سلیمان شکوہ اور راجہ جے سنگھ کے ہمراہ شہزادہ شجاع کے مقابلے میں روانہ کی اور بنارس کے مقام پر شجاع پر اچانک حملہ کر کے شکست دی اور شجاع واپس بنگال چلا گیا اورنگ زیب اپنے لشکر کے ساتھ داراشکوہ کی سرکوبی کے لیے دکن سے ۲۵/ جمادی الاول ۱۰۶۸ھ کو برہان پور پہنچا اور شیخ برہان پوریؒ سے خصوصی درخواست کی آپ نے فرمایا'' تم عدل و انصاف اور رعیت پروری کے قصد سے دعا مانگو ہم بھی تمہارے

ساتھ دعا کے لیے ہاتھ اٹھالیں گے'' اور دعا ونصیحت فرمائی۔۲۰رجب ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب عالمگیر کی دیپال پور کے مقام پر شہزادہ مراد بخش بمعہ لشکر ملاقات کی اور داراشکوہ سے لڑنے کے لیے ازسر نو عہد و پیمان کیا گیا۔۲۲رجب بروز جمعہ ۱۰۶۸ھ کو اکبر پور کے مقام پر دونوں شہزادوں کا داراشکوہ کے لشکر سے مقابلہ ہوا، راجپوتوں کے بڑے بڑے سردار لقمہ اجل بنے اور داراشکوہ کی فوج کا سردار جسونت سنگھ فرار ہوا۔ دیبی سنگھ نے پناہ طلب کی اور دونوں شہزادوں کو فتح نصیب ہوئی جب کہ توپ خانے کا ناظم مرشد قلی خان نے اورنگ زیب عالمگیر پر اپنی جان نچھاور کی۔ ۸رمضان ۱۰۶۸ھ میں سموگڑھ کے مقام پر اورنگ زیب عالمگیر و مراد بخش کی داراشکوہ سے فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ جنگ کی ہولنا کی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شہزادہ محمد بخش کے چہرے اور بدن پر تیروں کے شدید زخم آئے اس کے بیس عمدہ سردار وامیر جنگ میں کام آگئے، اس کے ہاتھی کے چاروں طرف خونریز جنگ ہوئی مگر اس نے ہاتھی سے پاؤں میں زنجیریں ڈال کر اپنی بہادری اور ثابت قدمی کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ داراشکوہ کے میدانِ جنگ سے فرار پر اورنگ زیب کی فوج نے فتح کے شادیانے بجائے اور اورنگ زیب عالمگیر نے دونفل نماز شکرانہ ادا کیا اور شاہ جہاں بادشاہ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا، شاہ جہاں بادشاہ نے عالمگیر نامی ایک قیمتی تلوار بھیجی اس کو مژدہ غیبی سمجھ کر اورنگ زیب کے لیے عالمگیر لقب تجویز کیا گیا، یکم ذی قعدہ ۱۰۶۸ھ میں دارالخلافہ سے باہر باغ آغر آباد کے کنارے تخت نشینی کا جشن منعقد کیا گیا، تخت نشینی کی تاریخ ''اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم '' سے نکالی گئی جو بادشاہ نے بہت پسند کی اس کے علاوہ ''شہنشاہ فلک اورنگ'' اور ''سزاوار سریر بادشاہی'' سے بھی تاریخ نکالی گئی، ۱۷ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کھجوہ کے مقام پر اورنگ زیب بادشاہ نے شجاع کو شکست فاش دی۔ باوجود اس کہ جسونت سنگھ نے غداری کر کے لشکر عالمگیر پر شب خون اس وقت مارا جب صبح جنگ تھی اور اس ہنگامہ میں بلا مبالغہ نصف سے زائد لشکر شاہی تباہ ہوا اور خود جسونت سنگھ اپنی فوج کو لے کر اکبر آباد چلا گیا۔

جمادی الآخر کی آخری تاریخوں میں یا رجب کے اوائل میں ۱۰۶۹ھ کو اورنگ زیب عالمگیر کا داراشکوہ سے آخری معرکہ اجمیر کے نواحی کوہستان میں ہوا۔ جس میں داراشکوہ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا اور وہ چند افراد مع حرم کی عورتوں کے فرار ہوا اور اس کے بقایا امراء زخمی یا مردار ہوئے۔ عالمگیر ۴رجب ۱۰۶۹ھ کو خواجہ معین الدین چشتیؒ کی درگاہ پر حاضری دے کر دارالخلافہ روانہ ہوا۔

شوال ۱۰۶۹ھ میں دہاندار کے زمیندار ملک جیون نے جس پر داراشکوہ نے ہمیشہ احسان کیا، مستقبل کے مفادات اور ترقی کے لالچ میں اپنے مہمان داراشکوہ کو شاہی فوج کے ہاتھوں گرفتار کرایا اور عالمگیر بادشاہ سے بخت یار خان کا خطاب حاصل کیا ذی الحجہ کی آخری تاریخ ۱۰۶۹ھ کو داراشکوہ پر الحاد و کفر پھیلانے اور تصوف کو بدنام کرنے کی شرعی حد جاری کر کے قتل کر دیا گیا، ۱۰۷۰ھ کو شہزادہ معظم خان خاناں بن اورنگزیب عالمگیر نے متعدد جنگوں میں اپنے تایا شہزادہ شجاع کو پے در پے شکستیں دے کر روپوشی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا اور پورے بنگال پر قبضہ کر لیا۔۱۵ اورنگ زیب عالمگیر نے ان دو برسوں میں جس طرح اپنی فہم و فراست، جرأت و شجاعت اور انتھک محنت سے اپنے دشمنوں پر قابو پایا وہاں روحانی طور پر حضرات مجددیہ اور اپنے شیخ خواجہ محمد معصومؒ کی خصوصی دعاؤں اور توجہات سے بھی بھرپور استفادہ کیا، اس کا اندازہ خواجہ صاحب کے سفر حج کے عجیب و غریب واقعات کے ضمن میں بھی ہوتا ہے، صاحب یواقیت الحرمین یاقوت ۲۲/۴۸ میں لکھتے ہیں:

"حضرت سلمہ اللہ سبحانہ ودامت برکاتہ جبکہ حرمین شریفین میں تشریف فرما تھے تو ان عالی مقامات متبرکہ کی محبت ہوگئی اور دیار ہند کے بارے میں توقف وتر دد ہوا، لہٰذا جب مدینہ منورہ سے قافلہ کے نکلنے کا وقت قریب آیا تو حضرت نے روضہ منورہ کے مواجہ شریفہ میں التجا وتضرع کی تا کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰات والسلام کی مقدس بارگاہ میں مرضی معلوم کریں کہ اس منور بارگاہ میں اقامت مقبول ہے یا وطن کو واپس ہونا پسندیدہ ہے وطن کی واپسی میں کمال رضامندی محسوس ہوئی اور واضح وصاف اشارہ رخصت کے لیے ظاہر ہوا، اسی اثنا میں حضرت کے قلب مبارک میں دیار ہند کے ایک شخص کا جو کہ شریعت منورہ اور اہل شریعت خصوصاً اس سلسلہ عالیہ کے منتسبین اور خاص طور پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خاندان کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا اور ہمیشہ اس جماعت کو ضرر پہنچانے کے درپے رہتا تھا خیال آیا، اس بارے میں بارگاہ عالیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں التجا کی، فرمایا کہ محسوس ہوا کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلیٰ آلہ الصلوت والتسلیمات ظاہر ہوئے اور آنحضرت علیہ السلام کے دست مبارکہ میں برہنہ تلوار تھی اس کے قتل کا اشارہ فرماتے ہیں، پس جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا ویسا ہی واقع ہوا، اس سے چند سال پہلے حضرت سلمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے روضہ میں اس شخص کی رسوائی کی بشارت دی گئی تھی، پس جیسا کہ دیکھا ویسا ہی ہوا، پس سمجھ لیجئے کہ یہ ان کا اعجاز کرامت ہے۔" ۱۶

صاحب **مقامات معصومی** بھی اس واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

**وقت رخصت از مدینہ سکینہ درخاطر مبارك حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطور نمودہ کہ عداوت داراشکوہ بامتشرعان خصوصاً منتسبانِ سلسلہ علیہ نقشبندیہ سیمابہ خاندان حضرت مجدد الف ثانی اظہر من الشمس وپیوستہ درصدد اضرار این جماعت است ودر آں دیار اشتہار بہ سلطنت گشتہ وابناء دیگر ہر یك بہ ادبار طالع گرفتار گردیدہ فوقع کما ارشد(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)** ۱۷

ترجمہ: "مدینہ سکینہ سے رخصت ہوتے وقت حضرت خواجہ کے دل میں یہ خطرہ محسوس ہوا کہ داراشکوہ کی متشرع اصحاب خصوصاً سلسلہ علیہ نقشبندیہ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خاندان کے ساتھ عداوت بہت مشہور اور واضح ہے اور وہ اس جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہے اور اس دیار میں سلطنت کے خراب وتباہ حال ہونے کی خبر ہے اور دوسرے بھائی بھی قسمت آزمائی کرنے میں مصروف ہیں، پس ایسا ہی ہوا جیسا کہ ارشاد فرمایا تھا۔ یکم ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت خواجہ محمد سعیدؒ دیگر حضرات مجددیہ ورفقا کے ہمراہ حج سے تشریف لائے تو اورنگ زیب عالمگیر نے اپنی فتح وکامرانی کی اطلاع اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کو ان الفاظ میں دی۔"

**"فرمان عالی شاہ بادشاہ عالمگیر بعد از منہزم شدن داراشکوہ، کہ شیخ محمد سعید**

وشیخ محمد معصوم نوشته، نحمده ونصلی از جانب این نیاز مند ترین خلائق بدرگاه حضرت واهب العطیات بحقائق ومعارف آگاه فضائل وکمالات دستگاه شیخ محمد سعید سلام عافیت انجام برسد، آنچه ازمجدد ونصرت یافتن آں لشکرِ اسلام براعداء دین بظهور آمده به سمع شریف رسیده باشد۔

☆از دست وزبان که برآمد..................... کز عهده شکرش بدر آمد☆

که چوں ظلمت شب به میاں جان آں سیه روئے در آمد نیم جان بهزار نکبت از معرکه بیروں برد لشکر گرانی به تعاقبت آں بے عاقبت تعین گشته امیداز فضل بخشنده بے منت آنست که بزودی اسیر گردد، توقع که ایں خیر خواه عباد الله را به دعا سلامت دارین وخیریت نشاتین درمظان اجابت یادمی نموده باشند، والسلام وبه غضبت پناه شیخ محمد معصوم وشیخ محمد یحیٰ سلام عافیت انجام رسد۔ والسلام والاکرام۔"[۱۸]

ترجمہ:" عالمگیر بادشاہ کا فرمان عالی داراشکوہ کو شکست دینے کے بعد، جو شیخ محمد سعیدؒ وشیخ محمد معصومؒ کو لکھا، نحمدہ ونصلی، اس نیازمند کمترین خلائق کی جانب سے حضرت عطیات کے بخشنے والے، حقائق ومعارف کے جاننے والے، فضائل وکمالات کے جامع شیخ محمد سعید کو سلام عافیت انجام پہنچے، اس اسلامی لشکر کو دین کے دشمنوں پر جو فتح ونصرت حاصل ہوئی ہے سماعت شریف تک پہنچی ہوگی۔"

"کسی شخص کے ہاتھ اور زبان سے یہ ممکن ہوا ہے کہ اس (اللہ) کے شکر کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوا ہو"

جب رات کی تاریکی اس روسیاہ کی جان کے درمیان آئی تو وہ اپنی نیم جان کو ہزار ذلت کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ گیا، ایک بھاری لشکر اس بے انجام کے تعاقب میں مقرر کیا گیا، اس بے منت بخشنے والے کے فضل سے امید ہے کہ جلد قید ہو جائے گا۔ امید ہے کہ بندگان خدا کے اس خیر خواہ کو دعا کی قبولیت کے مواقع میں دونوں جہاں کی سلامتی اور دونوں زندگیوں کی بھلائی کی دعا سے یاد فرمائیں گے۔ والسلام فضیلت پناہ شیخ محمد معصومؒ وشیخ محمد یحیٰ کی خدمت میں بھی سلام عافیت انجام عرض ہے، والسلام والاکرام۔

خواجہ محمد سعیدؒ اپنے مکتوب ۹۲/۳۸ میں عالمگیر کو فتوحات کی مبارکباد دیتے ہوئے معاشرہ میں اسلامی تبدیلی کا خیر مقدم ان الفاظ سے کرتے ہیں:

" از متاعب سفر نجات یافته.........الحمد لله که بطلوع آفتاب، هدایت ظلمات کفر وضلالت رو بانعدام آورد وبیخ الحاد وبدعت از پاافتادورایات عدل وانصاف بافق اعلیٰ رسید"

اور مکتوب ۴۰/ ۹۵ میں الحاد وزندقہ کے خاتمہ اور ترویج شریعت کے ذریعہ مزید معاشرہ کی اصلاح پر زور دیا گیا۔

"رفع وهدم ارکان کفر وبدعت وقمع رسوم الحاد زندقه نمود.........ایں هوا خواه حقیقی (خواجه محمد سعید)امید وار است که همت علیا مصروف تائید ارکان شریعت

غرا فرموده فرمان اهتمام بحکام ومتصدیان اطراف واکناف صادر شود تاسعی بلیغ واجتهاد تام دریں باب مصروف دارند...... ۱۹

۱۷ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ میں شجاع کو شکست دینے کے بعد عالمگیر کی درخواست پر خواجہ محمد سعیدؒ اور خواجہ محمد معصومؒ دربار عالمگیر میں تشریف لائے اور دوران رخصت ان حضرات کو تین سو اشرفیاں بطور تحفہ پیش کیں، اس کا ذکر عالمگیر نامہ میں کچھ اس طرح سے ہے:

"وشیخ محمد سعیدؒ وشیخ محمد معصومؒ پسرانِ شیخ مغفور، واقف اسرارِ حقائق وعلوم، شیخ احمد سرهندیؒ که هر یك درفضائل وکمالات صوری ومعنوی خلف الصدق آں سالك مسالكِ طریقت، عرفان است، بانعام سه صداشرفی مورد نوازش گردیدند۔"

اسی طرح ایک اور موقع پر خواجہ محمد سعیدؒ باوجود شدید علالت کے عالمگیر کی درخواست پر سرہند سے دہلی گئے، عالمگیر نے آپؒ کو خلعت اور دو ہزار روپے بھی مرحمت فرمائے، جس کا تذکرہ عالمگیر نامہ میں اس طرح ملتا ہے۔

"بتقوی شعار شیخ محمد سعیدؒ خلف شیخ احمد سرهندی خلعت ودوهزار روپیه.................. مرحمت شد۔" ۲۰

عالمگیر نے خواجہ محمد معصومؒ کی رفاقت و کتابت اور خواجہ محمد سعیدؒ کی مصاحبت بابرکت کی بدولت تینتالیس سال کی عمر میں حفظ قرآن پاک کی سعادت بھی حاصل کی، عالمگیر نامہ میں ہے۔:

"از جلائل فضائل آں خدیویزدان پرست توفیق حفظ تمام کلام مجید ربانی ست درعین اوآں سلطنت جهانبانی وزمان اشتعال بامورملك رانی وکشور هستانی که هیچ یك سلاطین اسلام ودین پرداں، پاستانی راایں خصیصه سعادت چهر آراء دولت نگشته۔" ۲۱

۱۰۷۰ھ میں جب عالمگیر نے اپنے ایک مکتوب میں خواجہ محمد معصومؒ سے اپنے کسی فرزند یا بھائی کو بھیجنے کی درخواست کی، اور حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کو بھی خصوصی طور پر تشریف لانے کا عرض نامہ بھیجا، آپؒ نے خواجہ محمد معصومؒ کے مشورہ پر شدید علیل ہونے کے باوجود شاہ جہاں آباد (دہلی) کا سفر کیا، اور عالمگیر آپ کی ملاقات پر بہت ممنون ہوا اور عزت واحترام کے ساتھ پیش آیا ۲۲ صاحب مقاماتِ معصومی لکھتے ہیں۔

"حضرت خازن الرحمت (خواجه محمد سعید) رضی الله تعالیٰ عنه درآخر عمر مبارك خویش سفر دارالخلافه شاه جهاں آباد به موجب طلب بادشاه خلد مکان (عالمگیر) بل به مقتضای الهام حضرت رحمن تعالیٰ اختیار فرموده بودند درآں جا غلبه شوق ملاقات برادر اعنی حضرت ایشان رضی الله تعالیٰ عنه استیلا نموده مکتوبی مشتمل برطلب وغلبه اشتیاق برنگاشته اند چنانچه درمکتوبات شریفه آنحضرت مندرج

است ودراں مکتوب دوهژه هندی هم نوشته اند آں راتبرکا ایرادمی نماید:

"نه مجه پنکه نه یا نو بل اور پیا بست هیں دور

نه میں چلو نه اڑ سکوں مروں بسور بسور"

معنی اش به زبان فرس چناں می شود که نه مرا پراست ونه قوت پا ومنزل معشوق دور نه من توانم رفت رنه پرواز توانم نمود به میرم در دل غم خورده" ۲۳

ترجمہ: ''حضرت خازن الرحمت خواجہ محمد سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر (خلدمکاں) کی طلب بلکہ حضرت رحمٰن تعالیٰ کے الہام کے سبب عمر کے آخری حصہ میں دارالخلافہ شاہ جہاں آباد کا سفر اختیار فرمایا تھا وہاں انھیں اپنے برادر گرامی حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے ملاقات کا اشتیاق ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ کو طلب فرمانے کے لیے مکتوب لکھا جو آپ کہ مکاتیب میں درج ہے اس مکتوب میں آپ نے ایک ہندی دوہڑہ بھی لکھا جسے یہاں تبرکاً نقل کیا جارہا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ نہ تو میرے پر ہیں اور نہ ہی میرے پاؤں میں طاقت اور معشوق کی منزل بھی دور ہے، نہ مجھ میں جانے کی ہمت ہے اور نہ ہی اڑنے کے قابل ہوں اور غم خوردہ دل میں ہی مرتا جارہا ہوں۔''

اسی طرح مکتوب ۹۸/۲۱۵ میں اورنگ زیب کی عقیدت مندی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گزشتہ چار روز سے بادشاہ اپنے ہاتھ سے کھانا تیار کر کے بڑے اہتمام سے میرے لیے بھیج رہا ہے۔۲۴ خواجہ محمد معصومؒ نے اس شوق ومحبت سے بھرپور خط کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

''اظهار انتظارِ آمدنِ این مسکین فرموده اند مصراع از دوست یك اشاره ازما بسردویدن سعادتِ فقیر ست که درخدمت برسدواز برکات صحبتِ کثیرِ البهجت مستفید ومستعدِ گردد۔" ۲۵

خواجہ محمد معصومؒ کے شاہ جہاں آباد (دہلی) آنے سے پہلے ہی خواجہ محمد سعیدؒ نے مرض کے شدید غلبہ کی وجہ سے عالمگیر سے اجازت لے کر سرہند کی طرف رخ کیا اور راستہ میں سنجالکہ کے مقام پر ۲۷رجمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو سفر آخرت اختیار کیا اور آپؒ کی تدفین سرہند میں آپؒ کے بڑے بھائی خواجہ محمد صادقؒ کے برابر میں ہوئی۔۲۶

۱۰۷۲ھ کو عالمگیر کی درخواست پر خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے خلیفہ حافظ صادق کابلی کو بھیجا، بادشاہ نے آپ کی صحبت سے بہت استفادہ کیا اور لشکر کے بہت سے افراد بھی آپؒ سے بیعت ہوئے، اسی سال خواجہ محمد معصومؒ کے پوتے شیخ ابوالقاسم بن شیخ صبغۃ اللہ نے بھی عالمگیر کی خدمت میں حاضری دی اور بادشاہ آپؒ سے بھی فیض یاب ہوا۔۲۷ حافظ صادق کابل اپنے مریدین اہل سپاہ کے احوال خواجہ صاحبؒ کو تحریر کرتے تھے خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے ایک مکتوب میں حافظ محمد صادق کابلی کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

"الحمد للّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ اللہ تعالیٰ ابواب ترقیات راھموارہ مفتوح داراد کتابت شریف کہ نامزد ابن مسکین نمودہ بودند بمطالعہ مبتھج ومسرور گردید از تعمیر اوقات بہ تلاوت قرآن برنگا شتہ بودند اللھم زداز تکرار کلمہ طیبھن ننوشتہ اند ازان ھم خالی نبا شند وبیاران ھم صحبت دارند وتوجھات رااز آنھا دریغ نکنند ودر آمدن استعجال تما پندوھر جا کہ باشند آحبہ رابدعایاددارند درباب اجازت اھل سپاہ نوشتہ بودند..........................."[۲۸]

ترجمہ: "الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰے اللہ تعالیٰ ترقیات کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے، گرامی نامہ جو کہ آپ نے اس مسکین کے نام ارسال کیا تھا اس کے مطالعہ سے سرور وشاداں ہوا، آپ نے اوقات کو قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ معمور رکھنے کے بارے میں لکھا تھا، اللہم زد (اے اللہ اور زیادہ فرما) آپ نے کلمہ طیبہ کے تکرار کے بارے میں نہیں لکھا اس سے بھی بے بہرہ نہ رہیں اور دوستوں کے ساتھ صحبت رکھیں اور توجہات کو ان سے دریغ نہ کریں اور آنے میں جلدی نہ کریں اور جہاں بھی ہوں دوستوں کو دعا میں یاد رکھیں، آپ نے اہل سپاہ کی اجازت کے بارے میں لکھا تھا.................."

صاحب روضۃ القیومیہ لکھتے ہیں کہ ۱۰۷۳ھ میں اورنگ زیب عالمگیر، خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن کے متعلق اپنے سے منسوب شدہ غلط باتوں کی نفی کی، دورانِ قیام اکثر خواجہ صاحبؒ کی فجر کی نشست میں حاضر ہوتا، شیخ محمد یحییٰ کے آدمیوں پر قتل کے جھوٹے دعویٰ کا مقدمہ شرعی تقاضوں کی روشنی میں حل کیا، صاحب مقامات معصومی تحریر کرتے ہیں:

"روزی حضرت ایشان رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمدح برادر اصغر خود حضرت شاہ جیوقدس سرہ پیش بادشاہ مذکور فرمودند کہ شاہ جیو ھمچو عزیزند کہ معلوم نیست کہ از مدت خلقت ایشان مورچہ ھم از ایشان رنجیدہ باشد فکیف کہ دل آزاری مسلمانان نماید"[۲۹]

ترجمہ: "ایک بادشاہ (عالمگیر) سے حضرت خواجہ کے اپنے برادر اصغر حضرت شاہ جیو (محمد یحییٰ) قدس سرہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ شاہ جیو بھی معزز ہیں وہ تو خلقتاً نہایت منکسر المزاج ہیں پھر بھی معلوم نہیں کہ ان پر مسلمانوں کی دل آزاری کا الزام کیوں کر ہے۔"

عالمگیر، مخدوم زادہ خواجہ مروج الشریعہؒ کے علم وعمل اور پرہیز گاری سے بے حد متاثر ہوا اور خواجہ صاحبؒ سے ان کی ہمنشینی کا طالب ہوا مگر خواجہ مروج الشریعہؒ نے والد کی جدائی کے پیش نظر عالمگیر کی رفاقت کو قبول نہیں کیا اور اورنگ زیب خواجہ صاحبؒ سے اجازت لے کر کشمیر روانہ ہوا۔ خافی خان نظام الملک تحریر کرتے ہیں خلد مکاں کوچ پر کوچ کرتے ہوئے کشمیر کی طرف روانہ ہو گئے، یکم ذی قعدہ ۱۰۷۳ھ وسط ماہ خورداد میں کشمیر کے سبززاروں میں بادشاہ نے قیام کیا، ڈل کے کنارے

چراغاں کا حکم دیا گیا، اورواپسی پر لاہور سے ہوتا ہوا شاہ جہاں آباد آخر ماہ ربیع الثانی ۱۰۷۴ھ کو پہنچا۔ ۳۰

صاحب روضۃ القیومیہ کے مطابق عالمگیر نے واپسی پر بھی خواجہ محمد معصومؒ کی علالت پر سرہند میں قیام کیا اور صحت یابی پر شاہ جہاں آباد روانہ ہوا۔ ۳۱ خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے خلفاء میں سے شیخ محمد باقر لاہوری کو بھی اورنگ زیب عالمگیر کی تربیت کے لیے بھیجا، صاحب مقامات معصومی لکھتے ہیں:۔

''خلافت بربادشاه خلد مکان(عالمگیر) هم از حضرت ایشاں یافته، اکثری از اهل عسکر را مسخر ساخته وحضرت ایشان آں عزیز رابجای فرزند خود درمکتوبی از مکتوبات جلد ثالث کے باسم بادشاه خلد مکان است صریح برنگاشته اند وبعضی از بدعتهای مروجه سلاطین که رفع آں ممکن نه بود از گفته آں عزیز برطرف گشته۔'' ۳۲

ترجمہ: ''حضرت خواجہ نے انھیں (مفتی باقر) خلافت بادشاہ خلد مکاں کی تربیت کے لیے دی، انھوں نے فوج کے ایک بڑے حصے کے دلوں کو تسخیر کی، حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے مکتوبات کی تیسری جلد کے ایک مکتوب بنام بادشاہ خلد مکاں میں انھیں اپنا فرزند (معنوی) بھی لکھا ہے، بادشاہوں میں جو بدعات رائج ہوگئی تھیں اور جن کا ختم ہونا ممکن نہیں تھا وہ محض ان کے کہنے پر ہی ختم کردی گئیں۔''

مفتی محمد باقر لاہوری نے خواجہ محمد معصومؒ کو اورنگ زیب عالمگیر کی باطنی کیفیات کی اطلاع دی، جس پر خواجہ صاحبؒ نے اپنی خوشی کا اظہار ان الفاظ میں ادا کیا۔

''الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ مکتوب شریف رسیده مسرت بخش گردید از ملاقات خلیفه عهد (اورنگ زیب) که برنگاشته بودند مفصلاً بوضوح پیوست حق سبحانه عواقب امور بخیر کناد وخلیفه وقت راتوفیق واستقامت بخشا د واز برکات ونسبت این اکابر نصیب کامل دهاد واز گر مجلس واحوال یاران که نوشته بودند بتفصیل واضح گردید وسبب خوشنودی وخوشوقتی شد حق سبحانه دوستانرا همواره بترقیات وارد وابواب فیوض مفتوح سازد.................. ۳۳

ترجمہ: ''الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، آپ کا مکتوب شریف پہنچ کر مسرت بخش ہوا خلیفہ وقت کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا تھا مفصلاً معلوم ہوا حق سبحانہ تمام کاموں کا انجام بخیر کرے اور خلیفہ وقت کو توفیق واستقامت بخشے اور ان اکابر کے برکات اور نسبت سے کامل حصہ عطا فرمائے اور مجلس کی رونق اور دوستوں کے احوال کے بارے میں جو کچھ آپ نے لکھا تھا وہ بھی تفصیل کے ساتھ واضح ہوا اور خوش نودی ومسرت کا سبب ہوا، حق سبحانہ دوستوں کو ہمیشہ ترقیات میں رکھے اور فیوض کے دروازے کھلے رکھے۔''

اورنگ زیب عالمگیر نے مفتی محمد باقر کی علم الفقہ میں مہارت اور ترویج شریعت کی لگن کی وجہ سے لاہور کا مفتی مقرر

کردیا، جس میں خواجہ محمد معصومؒ کی مرضی بھی شامل تھی۔[۳۴] خواجہ محمد معصومؒ نے اپنے ایک اور خلیفہ شیخ محمد علیم جلال آبادی کو عالمگیر کی تربیت اور فوج کی اصلاح کے لیے شاہ جہاں آباد روانہ کیا، جس کا تذکرہ مقامات معصومی میں اس طرح سے ہے:۔

**''از خوبانِ روزگار واعزه اولی الابصار گذشته محاسنِ اخلاق وفصاحت کلام ایشان نه آن قدر شنوده است که خامه مقطوع اللسان متحمل بیان آن نتواند شد وبشاراتِ کثیره درمکتوبات جلد ثالث بنام آن عزیز مندرج است ودراواخر خلافت برباده خلد مکان هم از حضرت ایشان رضی الله تعالیٰ عنه حاصل نموده عالمی را از اهل عسکر به به هدایت رسانیده۔''[۳۵]**

ترجمہ: آپ خوبان روزگار اور بڑی بصیرت والے اصحاب میں سے تھے۔ ان کے اخلاق، محاسن اور فصاحت کلام اس قدر رکھے ہیں کہ اس کٹی ہوئی زبان والے قلم میں ان کے بیان کی سکت ہی کہاں ہے اور حضرت خواجہ کے مکتوبات کی تیسری جلد میں ان کے نام مکتوبات میں بکثرت بشارتیں درج ہیں، آخر زمانہ میں انہوں نے حضرت خواجہ (محمد معصومؒ) سے بادشاہ خلد مکاں (عالمگیر) کے لیے خلافت حاصل کر لی تھی اور فوج میں رہ کر کثیر تعداد کو راہ راست پر لائے تھے۔

شیخ محمد علیمؒ بھی اپنے خطوط میں بادشاہ اور مریدین کی باطنی ترقی کے احوال خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے، بادشاہ کی ان کیفیات پر خواجہ صاحبؒ نے اپنے ایک مکتوب میں ان الفاظ میں اللہ کا شکر ادا کیا:

**''کمترین دعا گویان بعرضِ خادمان عتبه علیه وعاکفان سده سنیه حضرت ناصر الملة والدین مرجع الاسلام ومؤید المسلمین خلیفةالله تعالیٰ فی الارضین میر ساند که این مسکین باوجود کم بضاعتی ودورازکاری از دعائے سلامتی جان وایمان آنحضرت فارغ نیست واز طلبِ ترقیٔ درجات واستقامتِ صوری ومعنوی غافل نه مصرع این دعا ازمن وازخلق جهان آمین باد حضرت سلامت برادردینی شیخ عبد العلیم کتابتے باین فقیر نوشته بودند واز جمعیت باطنی آنحضرت واشتغال وتقید باین امر جلیل القدر مندرج ساخته شکر خداوندی جل سلطانه بجا آورده که باین همه اشغال صوریه دل حقیقت بین راتعلقے ست خاص بمطلوب حقیقی وشوقے ست مخصوص بمقصودِ تحقیقی امید ست که این تعلق روز بروز زیاده شود ونائره اشتیاق قوت پذیر دتااز ذکر بمذکوررساند وازدال بمدلول برد واز لفظ بمعنی کشد..................''[۳۶]**

ترجمہ: کمترین دعا گویان حضرت ناصر الملۃ والدین، مرجع الاسلام ومؤید المسلمین، خلیفہ اللہ تعالیٰ فی الارضین کے آستانہ عالیہ کے مقیمین وعتبہ عالیہ کے خادمین کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ یہ مسکین بے بضاعت ونا کارہ

ہونے کے باوجود آنجناب کی سلامتی جان وایمان کی دعا سے فارغ نہیں ہے اور ترقی درجات اور ظاہری وباطنی استقامت کی طلب سے غافل نہیں ہے، یہ دعا میری طرف سے اور تمام مخلوق کی طرف سے ہے، آمین، حضرت سلامت! برادرِ دینی شیخ عبدالعلیم نے ایک خط اس فقیر کو لکھا تھا اور اس میں آنجناب کی جمعیت باطنی اور اس امر جلیل میں مشغولیت وپابندی کے بارے میں لکھا تھا اللہ تعالیٰ جل سلطانہ کا شکر بجالایا کہ ان ظاہری مشغولیات کے باوجود آپ کے حقیقت بین دل کو مطلوبِ حقیقی کے ساتھ ایک خاص تعلق اور مقصودِ تحقیقی کے ساتھ ایک مخصوص شوق ہے، امید ہے کہ یہ تعلق روز بروز زیادہ ہوگا اور آتش شوق قوت پذیر ہوگی، یہاں تک کہ ذکر سے مذکور تک پہنچائے گا اور دال سے مدلول تک لے جائے گا اور لفظ سے معنی تک کھینچ لائے گا۔........................

خواجہ محمد معصومؒ نے حافظ صادق کابلی، مفتی محمد باقر لاہوریؒ اور شیخ علیم الدین جلال آبادیؒ کی طرح اپنے خلفاء میں سے مولانا محمد جان ورسکی کو بھی عالمگیر کی تربیت کے لیے شاہ جہاں آباد روانہ کیا، صاحب **مقامات معصومی** لکھتے ہیں:۔

**''بعد از وصول به درجه کمال وتکمیل بر بادشاه خلد مکان خلافت معصومی یافته به بی نفسی تمام زندگانی نموده ، نشاهِ کاسات قیومی به فضل سبحانی ودیگر بارهابانِ محفل سلطانی رسانیده۔''**[۳۷]

ترجمہ: مولانا کو درجہ کمال وتکمیل پر فائز ہونے کے بعد بادشاہ خلد مکاں کے لیے خلافت معصومی کا مستحق ٹھہرایا گیا، جہاں انہوں نے کامل بےنفسی کے ساتھ زندگی گزاری، وہ کاسۂ قیومی لیے فضل سبحانی سے دوسرے باریابان محفل سلطانی کے ساتھ شامل ہوگئے۔

۱۰۷۶ھ میں اورنگ زیب عالمگیر نے خواجہ محمد معصومؒ سے مخدوم زادوں میں سے کسی کو بھیجنے کی درخواست فرمائی تو انہوں نے الہام ربانی کے تحت مخدوم زادہ خواجہ محمد سیف الدین کو عالمگیر کی باطنی تربیت اور شریعت اسلامی کی ترویج واشاعت کے لیے شاہ جہاں آباد روانہ کیا۔ صاحب **مقامات معصومی** لکھتے ہیں:

**''حضرت ایشاں بعد الحاح وطلب بادشاه خلد مکاں (عالمگیر) بلکه به موجب الهام رحمان آں مخدوم زاده رارخصت واجازت حضور لازم السرور برای ارشاد خلیفه وقت ودیگر طالبان فرمودند به مجرد دخول قلعه دارالخلافه شاه جهاں آباد نظر بر دروازه افتاد می بیند که تصویر دوآدمی که بردوفیل تصویر سواراند برطرف باب قلعه تعبیه گشته که فیلان مست آنهارافیل حقیقی دانسته برای مقاوت وجنگ گاهی دوسه گهڑی توقف ودرنگ می نمایند شنیده ام که دوآدمی که بالای آنهائے سواد بودند تصویر هر دوکافر بود، آنحضرت فرمودندمن داخل قلعه نمی شوم که فرشته رحمت بایں راه نمی درآیند به عرض پادشاهی رسانید ند همان وقت به موجب حکم مسمار ومنهدم کردند ،**

بعد ازاں داخل قلعه شدندوامرِ معروف ونهی منکر دیدن خود گرفتند" ۳۸؎

ترجمہ: حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے بادشاہ خلد مکاں کی التجا اور طلب کے بعد اور اللہ تعالیٰ کے الہام کے تحت اس مخدوم زادہ (سیف الدین) کو وہاں جانے کی رخصت واجازت دی تھی گویا وہ خلیفہ وقت اور دوسرے طالبوں کے ارشاد کے لیے مامور کیے گئے تھے جب آپ دارالخلافہ کے قلعہ میں داخل ہونے لگے تو ناگاہ آپ کی نظر دروازہ پر پڑی جہاں ایک تصویر بنی ہوئی تھی کہ دو آدمی دو ہاتھیوں پر سوار تھے، گویا ان مصنوعی ہاتھیوں کو اصل ہاتھی تصور کرتے ہوئے جنگ کا منظر پیش کیا گیا تھا میں نے سنا ہے کہ ہاتھیوں پر سوار دو آدمی بھی کافر ہی تھے، آنحضرت (شیخ سیف الدین) نے فرمایا کہ میں قلعہ میں داخل نہیں ہوں گا کیوں کہ رحمت کا فرشتہ اس راستہ سے داخل نہیں ہوگا، بادشاہ کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا گیا اسی وقت اس کے حکم سے انہیں ڈھا دیا گیا، اس کے بعد آپ قلعہ میں داخل ہوئے، امر معروف ونہی منکر آپ کا شیوہ امتیاز تھا۔

صاحب مقامات معصومی اسی تسلسل میں تحریر کرتے ہیں کہ:

"حتی که بادشاه جنت آرام گاه شکر گزاری ایشان به حضرت ایشان رضی الله تعالیٰ عنه برنگا شته اند"

اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے اس خط کے جواب میں بادشاہ خلد مکاں کو تحریر کرتے ہوئے فرمایا:

"الحمد لله والمنة که فقیر زاده منظور نظر قبول گشته واثر صحبت بحصول انجامیده واز امر معروف ونهی منکر که شیوه فقیر زاده است اظهار شکر ورضامندی نموده است شکر خداوندی جل شانه برین عطیه بجاآوردوسبب ازدیاد دعاگوئی گردید چه نعمتے است که بااین همه طمطراق بادشاهت ودبدبه سلطنت کلمه حق بسمع قبول افتد وگفته نامرادے موثر شود وبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه اولئك هم اولو الالباب وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد واله اجمعین وبارك وسلم ۳۹؎

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی حمد واحسان ہے کہ فقیر زادہ (خواجہ سیف الدینؒ) آپ کی نظر قبولیت میں منظور ہوگیا ہے اور اس کی صحبت کا اثر حاصل ہوگیا ہے اور نیکی کا امر کرنا اور برائی سے روکنا جو کہ فقیر زادہ کی عادت ہے اس پر آپ نے شکر ورضامندی کا اظہار کیا ہے، اس انعام پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا اور یہ امر دعا گوئی میں اضافہ کا باعث ہوا، کیسی عجیب نعمت ہے کہ بادشاہت کی اس شان وشوکت اور سلطنت کے اس رعب کے باوجود حق بات قبولیت کے کان میں پڑے اور ایک نامراد کا قول مؤثر ثابت ہو، "پس میرے ان بندوں کو بشارت دے دیجئے جو بات کو سنتے ہیں پھر احسن بات کی پیروی کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے اور یہی لوگ عقل ودانش والے ہیں" وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد واله اجمعین وبارک وسلم۔

خواجہ سیف الدینؒ اپنے مکتوب (۲/۱۱) میں عالمگیر کی تعلیم سلوک کا ذکر خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں تحریر کرتے ہیں کہ بادشاہ دین پناہ کا حضرت کی خدمت میں دوسری قسم کا اخلاص ہے ذکر لطائف اور ذکر سلطانی کے (اسباق) تمام ہوئے ذکر نفی واثبات میں اسیر ہے، عالمگیر فرماتے ہیں کہ اس تعلیم سلوک سے پہلے ہجوم خواطر سے میرا دل تنگ تھا اس راہ (سلوک) سے زیادہ محظوظ ہے۔ یعنی منازل سلوک طے کرنے کے دوران مجھے حظ وافر نصیب ہو رہا ہے، بادشاہ فقیر کو رخصت کرنے پر راضی نہیں ہے اور حضرت کی غائبانہ توجہ کا امیدوار ہے اور جو کچھ دینی امور میں کہہ دیتا ہوں بے تکلف قبول کرتا ہے۔

خواجہ محمد معصومؒ بنام خواجہ محمد سیف الدین اپنے ایک مکتوب میں اورنگ زیب کی باطنی ترقی اور عروج کا حال سن کر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

**''آنچه دراحوال پادشاه دین پناه سلمه ربه مرقوم نموده بودند از سریان ذکر درلطائف وحصول سلطان ذکر ورابطه وقلت خطرات وقبول کلمه حق ورفع بعض منکرات وظهورلوازم طلب همه بوضوح پیوست شکر خداوندی جل شانه بجا آورد در طبقه سلاطین این نوع امور حکم عنقائے مغرب دارد در حدیث آمده است من احیٰ سنتی بعد ما امیت فله اجر مائة شهیدِ اللهم زده توفیقا وطلباً وشوقا وترقیاً فی مراتب قربك این درویش از آنچه وظیفه فقیر ست از دعا توجه فارغ نیست وصلاح ظاهر وباطن شانرا دریوزه گر باطن ایشانرا به نسبت اکابر معمور میبا بد وامید وار ست که دریں نزدیکی بفنائے قلب مشرف شوند که درجه اولیٰ ست از درجات ولایت وایں معنی را در حق ایشان قریب الحصول میبا بد مصرع با کریمان کارها دشوار نیست۔**[۴۰]

ترجمہ: آپ نے بادشاہ دین پناہ سلمہ ربہ کے احوال کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا تھا یعنی لطائف میں ذکر کا سرایت کرنا، سلطان الاذکار رابطہ کا حاصل ہونا، وساوس کا کم ہونا، حق بات کو قبول کرنا، بعض خلاف شرع امور کا دور ہونا اور لوازم طلب کا ظاہر ہونا، سب واضح ہوا، اللہ جل شانہ کا شکر بجالایا، بادشاہوں کے طبقہ میں اس قسم کے امور نادر عنقا کا حکم رکھتے ہیں، حدیث شریف میں آیا ہے ''جس نے میری کسی سنت کو جو مردہ ہوچکی ہو زندہ کیا تو اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔'' اے اللہ ان کو مزید توفیق وطلب وشوق اور اپنے مراتب قرب میں ترقی عطا فرما، یہ درویش دعا وتوجہ سے جو کہ فقیر کا معمول فارغ نہیں ہے اور ان (بادشاہ) کی ظاہری وباطنی بھلائی کا طالب ہے، ان کے باطن کو اکابر کی نسبت سے معمور پاتا ہے اور امیدوار ہے کہ وہ عنقریب فنائے قلب سے مشرف ہوجائیں گے جو کہ ولایت کے درجات میں سے پہلا درجہ ہے اور اس معنی کو ان کے حق میں قریب الحصول پاتا ہے، ع اہل سخا پر کوئی کام مشکل نہیں ہے۔

خواجہ محمد سیف الدین کی تعلیم وتربیت کی وجہ سے عالمگیر کی باطنی کیفیات میں مزید نکھار پیدا ہوا۔ آپؒ بادشاہ کے

باطنی احوال کو خواجہ محمد معصومؒ کی خدمت میں تحریر کرتے ہیں جس کے جواب میں وہ تحریر فرماتے ہیں ۔

**الحمد للّٰہ والصلوٰۃ وارسال التحیات میر ساند مکتوب مرعوب رسیدہ خوش وقت ساخت آنچہ از احوال بادشاہ دین پناہ مرقوم نمودہ بودند همه بوضوح انجامید درطبقه سلاطین ظهور این نوع امور از غرائب روزگار است اللهمه زد سالك چون صفات خود را پر توصفات حق یا بد جل شانه تجلی صفات بود وکمال این تجلی آنست که این صفات راملحق باصل یا بد وخود راکه مرآت آن کمالات بود خالی محض یا بدوعدم صرف بیند این زمان نه ذکرے بود ونه توجهے وحضور چه بعد از لحوق کمالات باصل این امور نیز عائد بآن جنا ب مقدس میشوند بعد از ان اگر ذکرست خودبخود ست واگر توجه وحضور ست هم خود بخودست عارف درین هنگام رخت بصحرائے عدم کشیده است وازهمه منتسبات تهی گشته این حالت معبر بفنائے نفس ست خوش گفت۔**

**۔ معشوق اگرچه گشت همخانه ما ............ ویران ترازاول ست ویرانه ما**

**نوشته بود ند که مبدأ تعین خود راصفت علم یافته اند ومیفر مایند که باین صفت مبارك بیشتر مناسبت یافته میشود از مطالعه آن خطهانمود نزدیك بود که رق ص کند حق سبحانه ، از برکات این صفت بزرگ بهره تام عطا فرماید" انه قریب مجیب** [۲۱]

ترجمہ: حمد وصلوٰۃ وارسال تسلیمات کے بعد عرض کرتا ہے کہ آپ کے مکتوب مرغوب نے پہنچ کر خوشوقت کیا، آپ نے بادشاہ دین پناہ کے احوال کے بارے میں جو کچھ لکھا تھا واضح ہوا طبقہ سلاطین میں اس قسم کے امور کا ظاہر ہونا عجائب زمانہ میں سے ہے (اے اللہ اور زیادہ فرما) سالک جب اپنی صفات کو حق جل شانہ کی صفات کا پر تو پاتا ہے تو (یہ) تجلی صفات ہوتی ہے اور اس تجلی کا کمال یہ ہے کہ ان صفات کو اصل کے ساتھ ملحق پائے اور اپنے آپ کو جو کہ ان کمالات کا آئینہ تھا بالکل خالی پائے اور عدم محض دیکھے، اس وقت نہ کوئی ذکر رہتا ہے اور نہ کوئی توجہ اور نہ ہی کوئی حضور رہتا ہے کیونکہ کمالات کے اصل کے ساتھ لاحق ہوجانے کے بعد یہ امور بھی اس بارگاہ مقدس کی طرف لوٹ جاتے ہیں اس کے بعد اگر ذکر ہے تو خود بخود ہے اور اگر توجہ وحضور ہے تو وہ بھی خود بخود ہے، عارف اس وقت صحرائے عدم کی طرف کوچ کر چکا ہوتا ہے اور تمام تعلقات سے خالی ہو چکا ہوتا ہے اس حالت کو فنائے نفس سے تعبیر کیا جاتا ہے کسی نے خوب کہا ہے کہ ۔

اگرچہ معشوق ہمارا ہمخانہ ہوگیا ہے لیکن ہمارا ویرانہ پہلے سے بھی زیادہ ویران ہے

آپ نے لکھا تھا کہ انہوں (عالمگیر) نے اپنے مبداء تعین کو صفت علم پایا ہے اور فرماتے ہیں کہ اس صفت مبارکہ کے ساتھ بہت زیادہ مناسبت پائی جاتی ہے یہ "فقیر" اس کے مطالعہ سے بہت محظوظ ہوا قریب تھا کہ رقص کرنے لگے، حق سبحانہ اس

صفت عالیہ کی برکات سے کامل حصہ عطا فرمائے، انہ قریب مجیب۔

خواجہ سیف الدینؒ نے اپنے ایک عریضہ میں مجالس سلطانی میں جلوہ گر ہونے والے عجیب وغریب اسرار اور عالمگیر کی منازل سلوک کی ترقی کا حال بھی تحریر کیا، خواجہ محمد معصومؒ ان باطنی احوال کی وضاحت کرتے ہوئے عالمگیر کے متعلق لکھتے ہیں۔

**''دراحوالِ بندگان حضرت برنگا شته بودند که از وسعتِ لطیفه اخفیٰ ومناسبت تآم بآن خبر میدهند از مطالعه آن ذوقها کرد لطیفه اخفیٰ اعلائے لطائف ست وولایت آن فوق سائر ولایت ست واین لطیفه را خصوصیتے است خاص سرور کائنات وفخر موجودات علیه وعلیٰ اله الصلوٰات والتسلیمات والبرکات فقیر نیز ایشانرا مناسبتے بلطیفه اخفیٰ درمییابد والغیب عندالله سبحانه** ۴۲

ترجمہ: آپ نے بندگان حضرت (عالمگیر) کے احوال کے بارے میں لکھا تھا کہ (وہ احوال ان کے) لطیفہ اخفی کی وسعت اور اس کے ساتھ ان کی مناسبت کاملہ کی خبر دیتے ہیں اس کے مطالعہ سے بہت خوشی ہوئی لطیفہ اخفیٰ سب سے اعلیٰ لطیفہ ہے اور اس کی ولایت سب ولایتوں کے اوپر ہے، اس لطیفہ کو سرور کائنات وفخر موجودات علیہ وآلہ الصلوٰات والتسلیمات والبرکات کے ساتھ ایک خاص خصوصیت ہے، فقیر بھی ان کی قدرے مناسبت لطیفہ اخفیٰ کے ساتھ پاتا ہے،''اورغیب کا علم اللہ سبحانہ ہی کو ہے۔''

عالمگیر اپنے اسباق سلوک کی مشق کے ساتھ منازل سلوک طے کرتے ہوئے خواجہ محمد سیف الدین سے خواجہ محمد معصومؒ کی غائبانہ توجہ کے حصول کی درخواست فرمائی اس درخواست پر انہوں نے اپنے مکتوب میں لکھا:

**''کیفیت سبق باطن را در کتابت فقیر زاده پیش نوشته است بنظر عالی در آمده باشد استمدادِ توجه غائبانه ازین شکسته فرموده اند هر چند از راه دعاگوئی قدیمی سابقا هم اکثرے بدعا وتوجه آنحضرت مشغول بوده درنیولا که این قسم مهربانیها وخصوصیت درمیان آمده خود بجمع همت بطریق معهود این سلسله علیه در ترقی باطن واز دیاد کیفیت آن واستقامت ونصرت ظاهر نیزمقید ست وبهیچ وجه بتقصیر رضا ندارد واز بارِ گرانبارِ جهانداری وحسن خاتمه اظهارے رفته بود چون اوسبحانه از کرم خویش خوف درین باب عنایت فرموده است امیدوار یها حاصل گشت این خوف کارهائے صعب راآسان میگرداند درحدیث آمده است "لا یجتمع خوفان خوف الدنیا وخوف الآخرة ادائے خدمات ولوازم خیر خواهی فقیر زاده چون منظور نظر عالی شده موجب سعادت وباعث امتیاز اوگردیده والحق که فقیر زاده که صاحب کمالات صوری ومعنویت وبعزلت وعدم احتلاط خوکرده وبصحبت چندانے سرے نداشت لیکن محض**

خیر خواھی اور ابرین معنی آوردہ است درباب برادر دینی کہ نیز بکمالات ظاھر وباطن آراستہ است کرم فرمودہ بودند سابقاھم حق صبحت بمشار الیہ ھم ادامیشد الحال بموجب امر عالی بیشتر از بیشتر خواھد کوشید مربی حقیقی اوست جل شانہ خود دردطلب میدھد ودرطلب خود میدواند وخودراہ وصل میکشاید مصراع از و شمابھانہ برساختہ اند آفتاب سلطنت وکوکبہ معدلت تابندہ ودرخشان باد۔ ۴۳

ترجمہ: باطنی سبق کی کیفیت کو فقیر زادہ ''خواجہ سیف الدین قدس سرہٗ'' کے خط میں پہلے لکھ چکا ہوں نظر عالی سے گزرا ہوگا آپ نے اس شکستہ سے غائبانہ توجہ کی مدد طلب فرمائی ہے، اگر چہ قدیمی دعا گوئی کے باعث پہلے بھی اکثر آنجناب کے لیے دعا وتوجہ میں مشغول رہا ہے لیکن اس وقت بھی جبکہ اس قسم کی مہربانیاں اور خصوصیات پیش آئی ہیں اس سلسلہ عالیہ (نقشبندیہ مجددیہ) کے مقررہ طریقہ کے مطابق باطن کی ترقی اور اس کی کیفیت کی زیادتی اور ظاہری استقامت ونصرت میں خود پوری توجہ کے ساتھ پابند ہے اور کسی طرح بھی کوتاہی پر راضی نہیں ہے، آپ نے جہانداری (سلطنت) کے بارگراں باراور حسن خاتمہ کے بارے میں کچھ اظہار کیا تھا، چونکہ اس (اللہ) تعالیٰ سبحانہ نے اپنے کرم سے اس باے میں خوف عنایت فرمایا ہے اس لیے بہت سی امیدیں حاصل ہوئیں، یہ خوف دشوار کاموں کو آسان کر دیتا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے ''دوخوف یعنی خوف دنیا اور خوف آخرت کسی ایک شخص میں جمع نہیں ہوتے'' فقیر زادہ کی ادائیگی خدمات اور لوازم خیر خواہی چونکہ آپ کی نظر عالی میں منظور ہو گئیں ہیں اس کے لیے سعادت کا موجب اور امتیاز کا باعث ہوئی ہے اور حق بات یہ ہے کہ فقیر زادہ جو کہ ظاہری وباطنی کمالات کا حامل ہے اور گوشہ نشینی کا اور میل جول نہ رکھنے کا عادی ہے چند آدمیوں سے بھی میل جول کا شوق نہیں رکھتا لیکن محض خیر خواہی نے اس کو اس بات پر (آپ کے پاس آنے پر) آمادہ کیا ہے، آپ نے برادر دینی کے بارے میں کہ وہ بھی ظاہری وکمالات سے آراستہ ہے کرم فرمایا تھا، پہلے بھی مشارٌ الیہ کے ساتھ صحبت کا حق ادا ہوتا تھا اب بھی حکم عالی کے بموجب زیادہ سے زیادہ کوشش کرے گا، حقیقی مربی وہ (اللہ تعالیٰ) جل شانہ ہے وہ خود ہی طلب کا درد دیتا ہے اور خود ہی اپنی طلب میں دوڑاتا ہے اور خود ہی راہ وصل کھولتا ہے۔ ہمیں اور تمہیں تو بہانہ بنایا گیا ہے (خدا کرے) سلطنت کا سورج اور عدل وانصاف کا ستارہ چمکتا رہے۔

عالمگیر نے خواجہ محمد معصومؒ کی کوششوں اور مخدوم زادوں اور خلفاء کی صحبتوں کی برکت سے اسلامی احکام کے اجراء شریعت اسلامی کی ترویج اور اسلام کی سربلندی کے لیے کام کیا، جس پر خواجہ محمد معصومؒ نے عالمگیر کو تحریر کیا:

''کمترین دعا گویان نیاز مند بعرض اشرف اعلیٰ حضرت سلطان الاسلام ظل اللّٰہ تعالیٰ علی الانام باسط مھاد العدل والانصاف ھاد م اساس الجور والاعتساف ہ

ظل اللہ خلیفۃ ملک الافاق سطوتہ.................والحق کان مداہ ایۃ سلاکا

یحوم حول ذراہ العالمون.................. کما تری الحجیج بیت اللہ معتر کا

حضرت امیر المومنین انار اللہ برھانہ، میرساند واظہار نیازمندی وخاکساری وادائے شکروثناء نعمت امن وامان ورونق اسلام وقوت شعائر آن مینماید وبوظیفہ دعائے از دیاد عمرو ابہت وظفر ونصرت کہ از مدت مدید بآن انس والفت یافتہ است درزاویہ نامرادی وگوشہ شکستگی باجمعے ازدرویشان اشتغال وارد ازان روئے کہ این دعا از صمیم قلب ست وعن ظہر الغیب امیدست کہ قرین اجابت باشدآفتاب دولت وسلطنت برافق مجدوعلیٰ تابان باد باالنبی الامی والہ الامجاد علیہ وعلیہم الصلوٰات والتسلیمات والتیحیات والبرکات للعلیٰ [۴۴]

ترجمہ: کمترین دعاگویان نیازمند حضرت سلطان الاسلام امیر المومنین انار اللہ برہانہ، کی خدمت اشرف میں جو کہ مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا سایہ اور عدل وانصاف کا گہوارہ اور ظلم وستم کی بنیاد کو اکھیڑنے والے ہیں عرض کرتا ہے: ''وہ ایسا خلیفہ (بادشاہ) ہے جس کا غلبہ وحملہ تمام آفاق کا مالک ہے اور وہ جس طرف جاتا ہے حق اس کو منتہائے مقصد ہوتا ہے'' اہل علم اس کی چوکھٹ کے گرد گھومتے ہیں جیسا کہ تو بیت اللہ کا حج کرنے والوں کو دیکھتا ہے کہ وہ ہجوم کرتے ہیں۔'' اور نیاز مندی وخاکساری کا اظہار اور امن وامان کی نعمت اور اسلام کی رونق اور اس کے شعائر کی قوت کا شکر وثنا ادا کرتا ہے اور گوشہ نامرادی وشکستگی میں درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کی عمر وشان وشوکت اور فتح ونصرت کی زیادتی کے وظیفہ دعا میں جس کے ساتھ مدت دراز سے انس والفت میسر ہے مشغول رہتا ہے۔ چونکہ یہ دعا خلوص دل سے ہے اور پس وپشت ہے اس لیے امید ہے کہ قبولیت کے قریب ہوگی، نبی امی اور ان کی آل امجاد علیہ وعلیہم الصلوٰات والتسلیمات والتحیات والبرکات العلیٰ کے طفیل آپ کی حکومت وسلطنت کا آفتاب بزرگی وبلندی کے افق پر چمکتا رہے۔

عالمگیر نے معاشرے کی اصلاح میں جو عملی اقدامات کئے اس کا مختصر تذکرہ خافی خان اس طرح کرتا ہے ''امور شرعی کے اجرا اور اوامر ونواہی کے نفاذ پر عالمگیر کی توجہ میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا:

(۱) راہداری اور پاونڈی وغیرہ محاصل کی ممانعت کے لیے مسلسل احکام جاری کئے حالانکہ اس مدات میں لاکھوں روپیہ جمع ہوتا تھا۔

(۲) مسکرات اور نشہ بازی کے رواج کو ختم کرنے کے لیے شراب خانے بند کرادیے۔

(۳) جاترہ کے اجتماعات پر بھی پابندی لگادی اس اجتماع میں لاکھوں کے مال کی خرید وفروخت پر ایک کثیر رقم محصول کی صورت میں صوبہ کو حاصل ہوتی۔

(۴) سرکاری کلانونت اور قوال کو گانے بجانے سے توبہ دلا کر دیگر منصب وخدمات پر مامور کردیا گیا۔

(۵) ناچ گانے کی ممانعت کی عام منادی کرادی گئی جس پر ایک دن گویوں اور قوالوں نے ایک شاندار جنازہ نکالا اور روتے

پیٹتے ہوئے درشن کے جھروکہ کے نیچے سے نکلے، بادشاہ نے جنازہ کے متعلق دریافت کیا تو گویوں نے عرض کیا کہ ہم مردہ موسیقی کو دفنانے جارہے ہیں بادشاہ نے فرمایا "اس طرح زمین میں دبادو کہ پھر کبھی آواز نہ نکلنے پائے"۔

(۶) شاہان سلف کے زمانہ سے درشن کے سلسلے کو دین پرور بادشاہ نے غیر مشروع جان کہ جھروکہ میں بیٹھنا ترک کردیا اور لوگوں کو جمع ہونے سے منع کردیا۔

(۷) تمام صوبوں میں ایام عاشورہ کے تابوت بنانے اوران کا جلوس نکالنے پر پابندی لگادی۔

(۸) عالمگیر بادشاہ نے اوقات کے ضیاع کی وجہ سے شعر کہنے اور سننے کے درباری رواج کو ختم کردیا۔

(۹) تمام نجومیوں کو سرکاری دفاتر سے برخاست کردیا اور دفتروں میں تقویم اور زائچے رکھنے اور ان سے ساعات نکالنے کی ممانعت کردی۔

(۱۰) تمام امور ملکی اور جزئی وکلی مقدمات میں قاضیوں کو اتنے اختیارات سونپ دیے گئے کہ بڑے بڑے امراً بھی ان سے رشک وحسد کرنے لگے۔

(۱۱) عالمگیر بادشاہ نے ازراہ حق پرستی اور عدل گستری دارالخلافہ اور تمام شہروں میں شرعی وکیل مقرر کئے اور تمام شہروں میں اعلان کرادیا کہ ہر شخص اپنے حق کے حصول کے لیے وکلائے شرعی سے رجوع کریں خواہ اس کا دعویٰ بادشاہ وقت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ (یہی وجہ ہے کہ عدل وانصاف کے اس شرعی نظام نے شہزادوں، اور بڑے بڑے عہدے داروں کو ہر طرح کے ظلم وستم سے باز رکھنے میں اہم کردار ادا کیا)۔

(۱۲) ہر خاص وعام مسلمان کو شرعی طریقے سے سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔

(۱۳) صوبہ دار، تعلقہ دار، پیش کار، دیوانی کا عہدہ اور محاصلات خالصہ کے کروڑی پر صرف مسلمان ہی کو مقرر کیا جائے۔ (لیکن بعد میں دیوانی کے دفاتر اور سرکار میں بخشیوں کی پیش کاری پر ایک پیش کار مسلمان تو دوسرا ہندو ہوتا تھا۔)

(۱۴) حسب سابق شرعی حساب سے مسلمانوں کے مال پر ڈھائی روپیہ فی صد اور ہندو کے مال پر پانچ روپیہ فی صد محصول لیا جائے۔ [۴۵]

علامہ شبلی نعمانیؒ نے مذکورہ بالا اصلاحات کے علاوہ ان اصلاحات کا بھی ذکر کیا ہے۔

(۱) عالمگیر کے زمانے میں محاصل سلطنت اس قدر ترقی کرگیا تھا کہ اکبر اعظم کے دور میں ایک کروڑ نوے لاکھ پونڈ اور شاہ جہاں کے دور میں دو کروڑ ۲۷ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ اور عالمگیر کے دور میں چار کروڑ پونڈ یعنی ۴۰ کروڑ روپیہ تھا جو عالمگیر کی قانون مالگزاری اور بندوبست اراضی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔ لین پول نے نہایت صحیح ماخذوں سے اس کے متعلق مفصل رپورٹ لکھی ہے۔ (ترجمہ لین پول ص ۱۱۶، ۱۱۷۔)

(۲) عالمگیر نے پرچہ نویسی اور واقعہ نگاری کے شعبہ کو نہایت وسعت دی جس کی وجہ سے بڑی بڑی مہمات میں مصروف رہنے کے باوجود اپنی رعایا کی اصل حالت سے باخبر رہتا اور ان کی آسائش وآرام کا انتظام کرتا، ہزاروں کوس پر کسی تاجر یا مسافر کا انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے کوئی نقصان ہوتا تو فوراً اسے خبر مل جاتی اور وہاں کا سربراہ چاہے وہ شہزادہ ہو یا

صوبہ دار سخت باز پرس کی جاتی تھی۔ الفنسٹن نے بھی اپنی تاریخ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(۳) عالمگیر نے اپنی زندگی کا مقصد رعایا کی خدمت اور راحت رسانی قرار دیا وہ دن میں دو تین دفعہ دربار عام کرتا، اور مطلق کسی کی روک ٹوک نہ تھی ادنیٰ سے ادنیٰ فرد بھی جو چاہتا کہتا تھا اور عالمگیر انتہائی توجہ سے سنتا، ڈاکٹر جیلی کریری نے اکہتر برس کی عمر میں عالمگیر کو دیکھا وہ بیان کرتا ہے کہ ''وہ صاف وسفید ململ کی پوشاک پہنے ہوئے عصائے پیری کے سہارے امیروں کے جھرمٹ میں کھڑا ہوا تھا، اور اس کی پگڑی میں بڑا ٹکڑا زمرد کا ٹنکا ہوا تھا، دادخواہوں کی عرضیاں لیتا جاتا تھا، اور بلا عینک پڑھ کر خاص اپنے ہاتھ سے دستخط کرتا جاتا تھا اور اس کے بشاش بشاش چہرے سے صاف مترشح ہوتا تھا کہ وہ اپنی مصروفیتوں سے نہایت شاداں وفرحاں ہے (ترجمہ تاریخ الفنسٹن صاحب مطبوعہ علی گڑھ ص ۱۲۳)''

(۴) سابقہ دور حکومت میں عہدیداروں کے مرنے پر ان کی جائیداد اور مال ضبط کر کے شاہی خزانہ میں داخل کر دیا جاتا تھا عالمگیر بادشاہ نے اس کو بھی موقوف کر دیا، مآثر عالمگیری صفحہ ۵۳۱ میں ہے کہ:

**واگزاشت متروکات امرائے عظام که مطالبه دارسرکار معلی نباشنداز اعقاب آنها که متصدیان بادشاهی درایام سلاطین سابق به فراوان احتیاط ضبط نمودندواین معنے سبب آزارمانم زدگان واقرباوجیران می شد، عفوفرموده بودند۔**

(۵) نوروز کے جشن میں تمام امرا بادشاہ کی خدمت میں بڑی بڑی نذریں پیش کرتے تھے عالمگیر نے ۲۱ جلوس بمطابق ۱۰۸۸ء میں یہ طریقہ موقوف کر دیا۔ مآثر عالمگیری صفحہ ۱۶۲ میں ہے:

**''بخشی الملك صفی خان مخاطب شد که ماجشن موقوف کردیم پیش کش امیرالامرا واپس دهندودیگر نونیاں هم نگزارند۔''**

(۶) دربار میں جس قدر تکلف اور ساز وسامان کیا جاتا تھا سب بند کر دیا، یہاں تک کہ چاندی کی دوات کے بجائے چینی کی دوات کا حکم دیا۔ انعام کی رقمیں چاندی کی سینیوں میں لاتے تھے، حکم دیا کہ سپر میں رکھ کر لائیں، زربفت وغیرہ کے خلعت موقوف کر دیے۔

(۷) عالمگیر میں رحم دلی کا جذبہ بھی بڑا اعلیٰ پایہ کا تھا مآثر عالمگیری میں ہے کہ ایک شخص نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر لکڑی پھینک کر ماری جو عالمگیر کے زانوں پر آ کر لگی گرز بردار نے گرفتار کر لیا، عالمگیر نے کہا چھوڑ دو، ایک شخص تلوار لے کر قتل کرنے دوڑا، گرفتار ہوا اور سپاہیوں نے قتل کرنا چاہا مگر عالمگیر نے روکا اور ۸ روپیہ اس کا روزینہ مقرر کر دیا۔

(۸) سلاطین سابقہ کے برعکس جن کے مصارف کی ادائیگی کے لیے کروڑوں روپے آمدنی کے علاقے مخصوص ہوتے تھے، عالمگیر نے چند گاؤں اور چند نمک سار اپنے مصارف کے لیے مخصوص کر لیے تھے، باقی کو بیت المال قرار دیا (مآثر عالمگیری صفحہ ۹۲۵)

(۹) ٹورنیز نے عالمگیر کو ۱۶۶۵ء میں دیکھا اور لکھا کہ ''وہ نحیف وزار ہو گیا اور اس کی لاغری میں اس کی روزہ داری نے اور

اضافہ کردیا''۔لین پول صاحب لکھتے ہیں کہ ''اورنگ زیب فرصت کے وقت کلاہیں بنایا کرتا تھا۔''

(۱۰) عالمگیر کے دور میں تعلیم اور درس وتدریس کو جس قدر ترقی ملی، وہ ہندوستان میں کبھی کسی عہد میں نہیں ہوئی تھی، ہر شہر اور قصبے کے علماء اور فضلا کے وظائف اور روزینہ مقرر کیا گیا تا کہ وہ مطمئن ہو کر تعلیم وتعلم میں مشغول رہے اور ساتھ ہی ہر جگہ طالب علموں کے وظائف بھی مقرر ہوئے، مآثر عالمگیری صفحہ ۵۲۹ میں ہے:

''درجمیع بلاد وقصبات این کشور وسیع فضلا ومدرسان رابه وظائف لائقه از روزانه واملاك موظف ساخته برائے طلبه علم وجوه معیشت درخور حالت واستعداد مقرر فرموده اند۔''

(۱۱) تمام ملک میں سرائیں، کارواں سرا، مسافر خانے بنوائے اور اکثر اضلاع میں غلہ خانے قائم کئے کہ قحط کے وقت غربا کو مفت غلہ تقسیم کیا جائے۔

(۱۲) عالمگیر نے ۱۰۶۹ھ میں شمسی سال کو قمری سال سے بدل دیا۔

(۱۳) تمام اضلاع میں محتسب مقرر کئے جن کا سربراہ ملا وجیہ الدین کو بنایا جو لوگوں کو منہیات اور ممنوعات سے باز رکھتے تھے۔

(۱۴) ملک کی تمام مساجد میں امام، خطیب، موذن مقرر کئے جن کی تنخواہیں سرکاری خزانہ سے ادا کی جاتی تھیں، حدیث وفقہ کی تعلیم کو خوب فروغ دیا گیا۔

(۱۵) عالمگیر کا سب سے مقدم کام یہ تھا کہ ملا نظام برہان پوری کی سربراہی میں علماء وفضلا کو جمع کر کے شرعی مقدمات کے فیصلے کے لیے ایسی جامع ومانع فقہی کتاب تیار کی جس میں تمام فقہ کے مسائل جمع کر دیے گئے اور تمام تر دیگر کتب فقہ میں موجود پیچیدہ الفاظ کو اس فقہی کتاب میں اس قدر آسان کر کے لکھا کہ ہر شخص آسانی سے مسائل کا اخراج کر سکے اس مشہور فقہی کتاب کا نام فتاویٰ عالمگیری ہے جو عرب وروم میں فتاویٰ ہندیہ کے نام سے مشہور ہے۔

(۱۶) عالمگیر بادشاہ خود بھی اوامر ونواہی کا نہایت پابند تھا، ہمیشہ باوضو رہتا تھا ہمیشہ نماز جماعت سے پڑھتا تھا، ہفتہ میں تین دن کے روزے رکھتا تھا، عیش ونشاط کی مجلسوں سے اجتناب کرتا تھا۔[۴۶]

عالمگیر کی تخت نشینی کے آٹھ سال بعد شاہ جہاں کا ماہ رجب ۱۰۷۶ھ میں انتقال ہوا اور دس سال بعد خواجہ محمد معصومؒ بھی اس دنیا سے ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں رخصت ہوئے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے قطعہ تاریخ کہا جس کے مصرع ''رفتہ ز جہاں امام معصومؒ'' سے سال وصال برآمد ہوتا ہے۔[۴۷]

خواجہ سیف الدینؒ اپنے والد خواجہ محمد معصومؒ کے انتقال سے کچھ عرصہ قبل سرہند آئے تھے، وصال کے بعد بادشاہ کے بلانے پر دہلی گئے، سلطان، خاندان سلطان اور امرا کی ظاہری وباطنی تعلیم وتربیت میں مشغول ہوگئے، مستعد خان ساقی مآثر عالمگیری ص ۸۴ میں اس بات کی تائید کرتے نظر آتے ہیں۔

''سیزدهم محرم ۱۰۸۰ھ بعد مرور یك پاس شب ازراه باغ حیات بخش (دهلی) یانش خانه که مسکن حقائق ومعرفت آگاه شیخ سیف الدین سهرندی مقرر بود نزول فیض

شمول بادشاہ غربانواز فقیر دوست منظر انوار برکات گردید بتذکار کلمات افادت آثار صحبت داشته وشیخ مذکور رادر افرانش باکرام برداشته بدولت خانه تشریف آورند۔"

ترجمہ: ۱۳ر محرم ۱۰۸۰ھ کو ایک پہر رات گزرنے کے بعد باغ حیات بخش کی راہ سے حقیقت و معرفت کے جاننے والے شیخ سیف الدین سرہندی کے قیام گاہ پر غربانواز، فقیر دوست انوار و برکات کا متلاشی بادشاہ فیض کے حصول کے لیے فروکش ہوا اور ایک گھڑی معرفت وسلوک کی باتیں کیں، صحبت کی بنیاد رکھی (یعنی دوبارہ صحبت کا طالب ہوا) شیخ کی اور اس کے نزدیک لوگوں (اقربا) کی معاونت کی، اور (واپس) دولت خانہ تشریف لے آیا۔ ۴۸

عالمگیر کی خواجہ محمد معصومؒ کے بیٹے خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ (۱۰۳۴ھ تا ۱۱۱۵ھ) سے بھی خصوصی انس وتعلق رہا۔ آپس کی خط وکتابت کے دوران خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ نے اپنے مکتوب ۱۹ میں اپنے تالیف شدہ رسائل، **رساله درتحقیق معنی توبه ومراتب آں** اور **رساله در شرح اسمائی حسنه وبیان فضیلت واجر قاری** اور مکتوب ۳۸ میں تالیف شدہ رسالہ **رساله درضبط گناهان صغیره و کبیره ودیگر نصائح** عالمگیر کو بھیجنے کا اظہار کیا۔ ۴۹

جب خواجہ محمد نقشبند ثانیؒ دوسری مرتبہ (۱۰۸۹ھ/۱۶۷۸ء میں) خواجہ مروج الشریعہؒ اور دیگر سات ہزار افراد کے ہمراہ حج کے ارادہ سے نکلے تو عالمگیر کے فرمان پر پہلے دکن پہنچے اور وہاں شہزادہ محمد کام بخش کی تربیت کے لیے کچھ وقت قیام کیا۔ ۵۰ خواجہ محمد نقشبندؒ اس واقعہ کا تذکرہ اپنے مکتوب میں کرتے ہیں:

**"دراثنائے راه فرمان بادشاه دین پناه به دستخط خاص مشتمل برکمال اشتیاق واختصاص رسید، به موجب مهر بانیهائے آں حضرت خود را به خدمت ایشان رسانید، عنایات بے غایات فرمودند ودرین موسم رخصت نه نمودند، وبادشاه زاده محمد کام بخش رادرحضور خود طلبیده به این فقیر سپردند که من هم درصحبت بزرگان ایشان این طریقه علیه حظها یافته ام شماهم از ایشان استفاده نمائید وبخدمت ایشان مشغول شوید حسب الامر فقیر بادشاه زاده رامشغول ساخت محفوظ گشتند............ "۵۱**

خواجہ محمد نقشبندؒ اپنے بھائی خواجہ سیف الدینؒ کے انتقال (۲۰ رجمادی الاول ۱۰۹۶ھ) کے بعد دوبارہ حج کے ارادے سے نکلے فرنگیوں اور ہندیوں کی لڑائی کی وجہ سے ساحلی راستے بند ہوگئے اور آپ نے دکن میں چند روز شاہی لشکر میں قیام کا ارادہ کیا، جو بڑھ کر پانچ سال سے زائد عرصے پر محیط ہوگیا، آپؒ نے عالمگیر کو باطنی تعلیم اور توجہات کے ساتھ، گولکنڈہ، بیجاپور اور قلعہ ستارہ وغیرہ کی فتوحات کی خوش خبریوں سے بھی نوازا۔ ۵۲ صاحب مقامات معصومی لکھتے ہیں کہ:

**"بشارات فتح دارالظفر بیجا پور ودارالجهاد حیدر آباد حضرت حجة الله قدسنا لله سبحانه به بادشاه خلد مکاں عنایت فرموده بودند به موافق فرموده به وقع پیوست" ۵۳**

مکتوب ۹۵/۱ میں "بعضے ضروریات ایام معدود درشولا پور مانده" آپؒ کا عالمگیر کے ساتھ شولا پور میں قیام کا تذکرہ ہے

اسی طرح مکتوب ۵۲/۲ میں ذکر ہے کہ بیجاپور کی فتح (۱۰۹۹ھ/ ۱۶۸۷ء) کے بعد والی بیجاپور ابوالحسن کی دختر ثانی کا نکاح عالمگیر کے کہنے پر شیخ محمد عمر بن خواجہ محمد نقشبندؒ سے ہوا اور اس کا ذکر مستعد خان ساقی کے مآثر عالمگیری کے صفحہ ۳۱۲ پر کیا۔ ۵۴

پروفیسر خلیق احمد نظامی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ جب اورنگ زیب عالمگیر کو نقشبندی سلسلہ کی طرف راغب پایا اور دکن میں ایسی صورت پیش آئی کہ چشتی سلسلہ کے بعض افکار و مشاغل پر تنقید ہونے لگی اور عوام بھی بادشاہ وقت کے رجحانات کے پیش نظر چشتی خانقاہوں سے گریز کرنے لگے تو شاہ کلیم اللہؒ نے اپنے مرید شاہ نظام الدین اورنگ آبادیؒ کو نقشبندی اور دیگر سلاسل میں اجازت دیتے ہوئے لکھا:

**"مجلس را بذکر وعشق گرم داشته باشند قبول مردم نوعی از قبولیت حق است وبهر سلسله کسیکه پیش شما آید مشغول کنید، سلسله نقشبندیه، وسهروردیه وگازرونیه وکبرویه وشطاریه همه از شما است** (مکتوبات کلیمی ص ۱۸) ۵۵

اورنگ زیب عالمگیر کی مخدوم زادہ خواجہ عبیداللہ مروج الشریعہؒ سے بھی خط و کتابت رہی، خواجہ مروج الشریعہؒ کے مکتوبات کا مجموعہ خزینۃ المعارف میں چند مکتوبات عالمگیر کے نام بھی ہیں جس میں عالمگیر کے لیے استقامت، ترقی درجات، عمر میں برکت کی دعا اور باطنی تعلیم کا بھی ذکر خیر نظر آتا ہے مکتوب ۹۵ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک رسالہ در عدم تعمیل کفار لکھ کر بادشاہ کو ارسال کیا اور مکتوب ۹۴ سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ عالمگیر آپؒ سے ملاقات و رفاقت کا طلب گار تھا۔ ۵۶ خواجہ محمد معصومؒ کے وصال کے بعد خواجہ محمد عبیداللہ کو عالمگیر نے دہلی طلب کیا۔ صاحب مقامات معصومی لکھتے ہیں:

**"گویند بعد وصال حضرت ایشان رضی الله تعالیٰ آں قدر غم والم دامن گیر آنحضرت گرویده که چهار انگشت چنیں جامه کم نموده واصلاً برتاب اصلی تادم آخر نه رسیده ومدت آزار ایشاں هم بآں وصال یافتند بامتداد کشیده اما گاهی مشتد می گشته وگاهی خفت می نموده۔ دریں ضمن بادشاهِ خلد مکاں فرمانِ اشتیاق نوشته وانواعِ مراکب فرستاده وتقریب آں انداخته که حکمامی حضور به حذاقتِ کامله موصوف اند واصناف ادویه هم دریں بلده به وقت طلب آنها موجود، بالجمله بحکمِ اطاعت ذی الامر تشریف به حضرت دهلی به وقوع پیوست وعالمی را از ملوك وصعلوك سبب هدایت گشته وسلطانِ وقت را نوعی به منقاد ومسخر گردانیده۔** ۵۷

ترجمہ: کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ کے وصال کے بعد حضرت مروج الشریعہ کو اس قدر غم و الم دامن گیر ہوا کہ کسی طرح بھی قرار نہیں آتا تھا اور اس میں آخر تک کمی نہ ہوئی اور اسی حالت آزار میں ان کا وصال ہو گیا البتہ کبھی یہ غلبہ شدت اختیار کر لیتا اور کبھی کم ہو جاتا تھا۔ اس دوران بادشاہ خلد مکاں (عالمگیر) نے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کرتے ہوئے فرمان بھیجا اور کئی قسم کی سواریاں بھیج کر آنے کے لیے کہا کہ اس وقت جو حاذق حکما موجود ہیں اور

ادویات کی جو سہولت یہاں اس شہر میں ہے وہ اور کہیں نہیں، پھر آپ نے اطاعت امر کو ترجیح دیتے ہوئے حضرت دہلی کا رخ کیا جہاں سلاطین اور فقراء نے آپ سے ہدایت حاصل کی وہاں سلطان کو بھی مطیع کیا۔

عالمگیر نے خواجہ محمد اشرفؒ سے بھی ظاہری و باطنی استفادہ کیا، خواجہ محمد معصومؒ نے حج کی روانگی پر خواجہ محمد اشرفؒ اور خواجہ سعد الدین کو بادشاہ کی تعلیم و تربیت کے لیے چھوڑ دیا تھا، اسی طرح عالمگیر کی تخت نشینی کے بعد اپنے بھائی خواجہ محمد سیف الدینؒ کے ساتھ عالمگیر کی تعلیم و تربیت کے لیے دہلی میں قیام کا ذکر ملتا ہے، جب خواجہ اشرفؒ دہلی سے سرہند آئے تو خواجہ محمد معصومؒ نے آپ سے مجالس سلطانی کی تفصیلات بڑے شوق سے سنی، ایک مجلس میں عالمگیر کے سامنے فلسفی کے آیات قرآنی میں شکوک و شبہات ڈالنے والے سوالات کا واضح جواب دیا۔ ۵۸ عالمگیر، محمد صدیقؒ کی صحبت کا بھی متلاشی رہتا تھا ان سے ملاقات کا شرف حاصل کرتا تھا، صاحب مقامات معصومی لکھتے ہیں کہ:

''می فرمودند که بادشاه خلد مکان هنگامی که متوجه حسن ابدال بوده روزِ منزل حضرت سرهند شقه که بدستخط خود باین ضعیف نوشته العشاء بعد العشاء والبهادر فی خدمتکم وقت الغدا'' ۵۹

ترجمہ: فرماتے تھے کہ بادشاہ خلد مکاں (عالمگیر) حسن ابدال جاتے ہوئے ایک روز سرہند شریف میں ٹھہرا اپنے ہاتھ سے اس ضعیف (خواجہ محمد صدیقؒ) کو خط لکھا کہ عشا کے بعد یہ بہادر آپ کی خدمت میں کھانے کے وقت حاضر ہوگا۔

خواجہ محمد معصومؒ نے مخدوم زادوں کی طرح اپنے برادر اصغر شیخ محمد یحییٰ ملقب بہ شاہ جیوؒ کو بھی اورنگ زیب عالمگیر کی تعلیم و تربیت کے لیے دہلی بھیجا تھا، شاہ جیوؒ عالمگیر کی باطنی ترقی کا حال اور اپنے اوپر شاہی عنایتوں کا بھی تذکرہ خواجہ صاحبؒ سے کیا جس پر خواجہ صاحبؒ نے اپنے ایک مکتوب میں مسرت کا اظہار کیا:

''حمدً الله سبحانه که بعافیت اندواز خلیفه عهد مهربانی بادیدند باعث خوشحالی همه دوستان شد۔'' ۶۰

عالمگیر کا علامہ محمد فرخ بن خواجہ محمد سعیدؒ سے بڑا گہرا تعلق تھا، میر صفر احمد معصومیؒ لکھتے ہیں ''بادشاہ خلد مکاں صحیح بخاری را درخدمت آں مولوی معنوی (علامہ محمد فرخ) خوانده اند۔'' ۶۱ ''بادشاہ خلد مکاں (عالمگیر) نے صحیح بخاری انہی مولوی معنوی (علامہ محمد فرخ) کی خدمت میں پڑھی تھی۔'' اس کے علاوہ حضرات مجددیہ میں شیخ عبدالاحد وحدت سعیدیؒ، خواجہ محمد پارسا بن خواجہ مروج الشریعہؒ، شیخ ابوالاعلیٰ بن خواجہ محمد نقشبند، شیخ محمد عمر بن خواجہ محمد نقشبند، خواجہ محی الدین، میر محمد فضل اللہ اور شیخ عبداللطیفؒ بھی مختلف سفر و حضر اور ملکی مہمات کے دوران عالمگیر کے ہمرکاب رہنے کا تذکرہ ملتا ہے۔

عالمگیر کو اپنی جرأت و شجاعت، حکمت و دانش، صبر و تحمل جیسے اوصاف کی بدولت اور خواجہ محمد معصومؒ، حضرات مجددیہ اور دیگر بزرگان دین کی دعاؤں اور توجہات کی برکت سے بے شمار مہمات میں فتوحات نصیب ہوئیں۔ ان تمام تر جنگی مہمات میں بھی عالمگیر کی پنج وقتہ با جماعت نماز، تہجد، وظائف اور رمضان کے روزے و تراویح، سنتیں، نوافل اور ملکی اور مالی معاملات کے

سلسلے میں بلاناغہ اجلاس یا مشاورت کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔

۱۱۱۸ھ ماہ ذی قعدہ کے آخری ایام میں عالمگیر کی طبیعت ناساز ہوئی، سخت بخار اور مرض کے غلبہ کے باوجود تین چار روز تک پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کیں اور پھر جمعہ کے دن ۲۸ رذی القعدہ ۱۱۱۸ھ میں فجر کی نماز ادا کی اور کلمہ توحید کا ذکر کرتے کرتے روح عالم بقا کی طرف پرواز کرگئی، دولت آباد کے قریب شیخ برہان الدین اور شاہ زری زر بخش کے مزاروں کے درمیان تدفین ہوئی عمر ۹۱ سال اور تیرہ دن ہوئی اور پچاس سال دو ماہ ستائیس روز بادشاہت کی۔۲۲

## حواشی وحوالہ جات:

۱۔ سرہندی، مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی، مکتوبات امام ربانی (نور الخلائق)، (مرتبہ مصححہ: غلام مصطفٰی خان)، مکتوب ۶۷، دفتر دوم، ص ۵۴ (اردو ترجمہ) مکتوب ۶۷ ص ۲۵۰، لالہ اسرار محمد/ حافظ منظور حسین (ت۔ن)

۲۔ سید محمد میاں، علمائے ہند کا شاندار ماضی، حصہ اول، ص ۲۷۷، ۲۷۸، جمیعہ پبلیکیشنز، لاہور ۲۰۰۸ء

۳۔ سرہندی، خواجہ محمد احسان مجددی، روضۃ القیومیہ (قیوم ثانی) ص ۱۰۱تا ۱۰۴، ۱۰۶، مکتبہ نبویہ، لاہور ۲۰۰۲ء۔ شاہ، سید زوار حسین، انوار معصومیہ، ص ۴۸، ۵۲، ۵۳، ادارہ مجددیہ، کراچی۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی، حصہ اول ص ۱۰۵ کے مطابق اورنگزیب عالمگیر، نظامت ملتان کے زمانہ میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے بیعت ہوئے جبکہ مقدمہ مقامات معصومی جلد اول ص ۱۳۶ کے مطابق ۱۰۴۸ھ میں بیعت ہوئے۔

۴۔ معصومی، میر صفر احمد، مقامات معصومی، جلد سوم (متن کتاب فارسی) ص ۵۰۷، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ر کراچی، اکتوبر ۲۰۰۴ء۔

۵۔ خافی خان نظام الملک، ہاشم علی خان، منتخب اللباب، حصہ دوم ص ۱۲۹، ۱۷۸، ۱۸۲، ۱۸۳، ۲۱۳، ۲۱۶، ۲۳۵تا ۲۳۸، نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۵ء

۶۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی، حصہ اول، ص ۲۸۳، ۲۸۴

۷۔ منتخب اللباب، حصہ دوم ص ۲۳۶، ۲۳۹، ۲۶۱، ۲۶۶، ۲۶۹، ۲۷۲، ۲۹۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹

۸۔ روضۃ القیومیہ (قیوم ثانی) ص ۱۰۸ اور انوار معصومیہ ص ۵۵ کے مطابق اورنگزیب نے یہ عریضہ قندھار کی مہم پر لکھا جبکہ محمد اقبال مجددی کی تحقیق کے مطابق خواجہ محمد معصومؒ نے مہم گولکنڈہ کی مناسبت سے اس عریضہ کا جواب دیا ہے۔

۹۔ سرہندی، خواجہ محمد معصومؒ، (مرتبہ مصححہ: غلام مصطفٰی خان)، مکتوبات معصومیہ، دفتر اول (فارسی) مکتوب ۶۴ ص ۱۸۰، لالہ اسرار محمد خان، کراچی (ت۔ن)، شاہ، سید زوار حسین، (اردو ترجمہ مکتوب ۶۴، ص ۱۶۷)، ادارہ مجددیہ، کراچی۔ ۱۹۸۶ء/۱۴۰۶ھ

۱۰۔ مجددی، محمد اقبال، مقامات معصومی (مقدمہ) جلد اول ص ۱۳۷ تا ۱۳۹۔ (بحوالہ خواجہ محمد سعید سرہندی: مکتوبات سعیدیہ مکتوب نمبر ۳۵، ۳۶، ۶۵، ۸۲، ۸۴)

۱۱۔ رسالہ یواقیت الحرمین مسمّٰی بہ حسنات الحرمین کی یاقوت نمبر ۲ سے اور مکتوبات معصومیہ دفتر دوم مکتوب نمبر ۳۹ اور مکتوب ۴۷ سے ۲۲ تا ۲۹ ماہ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کی تاریخ کا تعین ہوتا ہے۔(انوار معصومیہ سفر نامہ حرمین شریفین ص ۶۷)

۱۲۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۲۰۷ (اردو ترجمہ ج دوم ص ۴۷۲)

۱۳۔ روضۃ القیومیہ، قیوم ثانی، ص ۱۷۶، ۱۷۷ (شیخ سعد الدین بن حضرت خواجہ محمد سعیدؒ نے باطنی سلوک حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے ذریعہ طے کیا اور شیخ محمد عبید اللہؒ بن حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور شیخ محمد نقشبندیؒ سے روحانی فیض و برکات حاصل کئے آپ صلاحیت اور پرہیزگاری میں بے نظیر تھے اور قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندیؒ کے نانا تھے۔)

۱۴۔ منتخب اللباب (حصہ سوم) ص ۲۴، ۳۰ تا ۳۶، ۴۳، ۵۸، ۶۶ تا ۷۳، ۷۹ تا ۸۵، ۹۱ تا ۹۴، ۹۷ تا ۱۱۳ (شہزادہ مراد بخش کو ۴ رشوال ۱۰۶۸ھ میں گرفتار کر کے سلیم گڑھ کے قلعہ کی طرف روانہ کر دیا گیا، اسی طرح شاہ جہان بادشاہ کو ۱۷ رمضان ۱۰۶۸ھ قلعہ اکبر آباد میں نظر بند کر دیا گیا۔(منتخب اللباب ص ۴۹، ۵۵) دارا شکوہ قتل ہو کر ہمایوں کے مقبرہ میں دفن ہوا اور پھر شکوہ قلعہ گوالیار میں قید ہوا پھر بعد میں عالمگیر نے قصور معاف کر کے ۲۱ رشوال ۱۰۸۳ھ کو اپنی دامادی کا شرف بخشا۔(انوار معصومیہ ص ۱۰۸، بحوالہ مآثر عالمگیری ص ۸۵) انوار معصومیہ (باب: یواقیت الحرمین مسمّٰی بہ حسنات الحرمین) ص ۹۵، ۹۶

۱۵۔ انوار معصومیہ (باب: یواقیت الحرمین مسمّٰی بہ حسنات الحرمین) ص ۹، ۹۶

۱۶۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ۲۰۷، ۲۰۸ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۴۷۳، اسی واقعہ کا تذکرہ روضۃ القیومیہ (قیوم ثانی) ص ۱۹۴ پر ملتا ہے۔

۱۷۔ انوار معصومیہ، ص ۱۰۹، مقامات معصومی (مقدمہ) جلد اول ص ۱۴۲ (بحوالہ حسنات الحرمین مقدمہ ص ۱۳۱۔۱۳۳)

۱۸۔ مقامات معصومی، (مقدمہ)، جلد اول ص ۱۴۱، ۱۴۴

۱۹۔ محمد اکرم، شیخ، رود کوثر، ص ۴۸۸، فیروز سنز لاہور ۱۹۵۸ء

۲۰۔ علمائے ہند کا شاندار ماضی، جلد اول ص ۲۷۸، ۲۷۹، ۳۹۸

۲۱۔ روضۃ القیومیہ، (قیوم ثانی) ص ۲۱۵

۲۲۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۲۱۶ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۴۸۵

۲۳۔ مجددی محمد اقبال، مقامات معصومی ج ۴ (تعلیقات و توضیحات) ص ۱۴۷

۲۴۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب ۱ ص ۷

۲۵۔ روضۃ القیومیہ (قیوم ثانی) ص ۲۱۶

۲۶۔ روضۃ القیومیہ (قیوم ثانی) ص ۲۲۳، ماہ ربیع الثانی ۱۰۷۲ھ میں شہزادہ مراد بخش کو علی نقی کے قتل کے قصاص میں قتل کر

دیا گیا۔(منتخب اللباب حصہ سوم ص ۱۵۱)

۲۷۔ مکتوبات معصومیہ، دفتر سوم (فارسی) مکتوب ۲۴۱،ص ۳۸۶ (اردو ترجمہ) مکتوب ۲۴۱،ص ۳۲۴

۲۸۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۱۸۸ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۲۴۵

۲۹۔ روضۃ القیومیہ (قیوم ثانی) ص ۲۱۸ تا ۲۲۱

۳۰۔ منتخب اللباب، حصہ سوم ص ۱۶۶، ۱۶۷

۳۱۔ روضۃ القیومیہ، (قیوم ثانی) ص ۲۲۱

۳۲۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۴۵۲ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۵۹۰

۳۳۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب ۱۹۴،ص ۲۴۱، ۲۴۲ (اردو ترجمہ) مکتوب ۱۹۴ص ۲۷۴

۳۴۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۴۵۲ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۵۹۰

۳۵۔ ایضاً، جلد سوم ص ۴۵۰ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۵۸۷

۳۶۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب ۱۲۲ص ۱۶۷ (اردو ترجمہ) مکتوب ۱۲۲ص ۱۹۳، ۱۹۴ (محمد اقبال مجددی صاحب کے خیال کے مطابق شیخ محمد علیم کو عالمگیر بادشاہ کو تربیت کی ذمہ داری شیخ محمد باقر کے مفتی لاہور ہو جانے کے بعد ملی۔ مقامات معصومی۔ مقدمہ ص ۱۷۱)

۳۷۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۴۹۹ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۶۳۹

۳۸۔ ایضاً، جلد سوم ص ۳۳۶ (اردو ترجمہ) جلد دوم ص ۴۳۷، ۴۳۸

۳۹۔ مکتوبات معصومیہ دفتر سوم (فارسی) مکتوب ۲۲۱،ص ۲۶۷، ۲۶۸ (اردو ترجمہ) مکتوب ۲۲۱،ص ۳۰۲، ۳۰۳

۴۰۔ ایضاً، مکتوب ۲۲۰،ص ۲۶۶ (اردو ترجمہ) مکتوب ۲۲۰،ص ۳۰۱

۴۱۔ ایضاً، مکتوب ۲۴۲،ص ۲۸۷ (اردو ترجمہ) مکتوب ۲۴۲،ص ۳۲۵

۴۲۔ ایضاً، مکتوب ۲۳۲،ص ۲۷۰ (اردو ترجمہ) مکتوب ۲۳۲،ص ۳۱۷

۴۳۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۲۲۷ص ۲۷۳، ۲۷۴ (اردو ترجمہ) مکتوب ۲۲۷ص ۳۰۹، ۳۱۰

۴۴۔ ایضاً، مکتوب ۶،ص ۲۴ (اردو ترجمہ) مکتوب ۶،ص ۴۰، ۴۱

۴۵۔ منتخب اللباب حصہ سوم ص ۱۹۵ تا ۱۹۹، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۱۲

۴۶۔ نعمانی، علامہ شبلی، اورنگزیب عالمگیر ایک نظر میں، ص ۱۲۳، ۱۲۶، ۱۳۰، ۱۳۳ تا ۱۴۰، لاہور، اکتوبر ۱۹۶۷ء

۴۷۔ مقامات معصومی (فارسی) جلد سوم ص ۲۵۱ اور روضۃ القیومیہ (قیوم ثانی) ص ۲۷۳، ۲۷۴ میں لکھا ہے کہ عالمگیر بادشاہ نے یہ تاریخ وصال کہی ہے "نور عالم برفت عالم تاریک شد جبکہ شیخ عبد الاحد نے جو تاریخ کہی اس کا آخری مصرع یہ ہے تاریخ وصال او خرد گفت۔ رفتہ زجہاں امام معصوم

۴۸۔ مقامات معصومی، مقدمہ جلد اول ص ۱۵۶، ۱۵۷

# برصغیر میں قرامطہ کا سیاسی اثر ورسوخ

یاسر عرفات اعوان ☆

برصغیر پاک وہند کے تاریخی ادب کا مطالعہ کرتے ہوئے عام طور پر قاری سلاطین وملوک کے ادوار کے سیاسی و انتظامی امور، فوجی مہمات، دربار ومحل کی زندگی اور فنون لطیفہ سے متعلقہ سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے اور اسے ان ادوار میں دین وشریعت اور مذہب وثقافت سے جڑی سرگرمیوں کے بارے میں پڑھنے کا زیادہ موقع نہیں ملتا جس کی بڑی وجہ تاریخ کے ان گوشوں کے بارے میں معلومات کا یکجا صورت میں موجود نہ ہونا ہے۔ ماخذ ہائے تاریخ (روایتی وغیر روایتی) میں ان میادین کے بارے میں معلومات بکھری صورت میں موجود ملتی ہیں جنہیں جمع ومرتب کر کے تاریخ کے ان ادوار میں مذکورہ پہلوؤں کی حیثیت اور مقام جانا اور اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اور قیام حکومت تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ مسلمان سلاطین وملوک نے اس خطے کی تعمیر وترقی میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ انھوں نے اسلام کی اعتدال پر مبنی تعلیمات کی بدولت مقامی آبادی کے قلوب کو مسخر کیا۔ برطانوی استعمار نے اپنے دور اقتدار میں برصغیر کی تاریخ کے مسلم دور کو خاص طور پر اپنا موضوع بنایا استعمار کی علمی قیادت (مستشرقین) کی زیر نگرانی کتب تاریخ مرتب کی گئیں لیکن ان میں عام طور پر مسلمان حکمرانوں کو عیش پسند، اقتدار کے نشہ سے سرشار اور دین وشریعت سے عاری ذکر کیا گیا اور تاریخ کی تدوین وترتیب میں علمی ودینی اور ادب وتہذیب سے متعلقہ سرگرمیوں کو نظرانداز کیا گیا۔ اس استشراقی اقدام نے بڑے گہرے اثرات ثبت کیے تعلیمی درسگاہوں میں اسی نکتہ نظر کا پرچار کیا گیا جس کی وجہ سے نہ صرف ہندو ومسلم آبادی میں منافرت پیدا ہوئی بلکہ مسلمانوں کی نوجوان نسل میں اپنی تاریخ سے عدم دلچسپی کے رویے پروان چڑھے۔ سید سلیمان ندوی استعماری منہج کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ہمارے اسکولوں اور کالجوں میں جو تاریخ پڑھائی جاتی ہے وہ بالکل ایک خاص مقصد کو سامنے رکھ کر پڑھائی

☆ ڈاکٹر یاسر عرفات اعوان، لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد۔